هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۶/ فروری ۱۹۹۸ء شمارہ ۶

۸/ شوال ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۶/ تبلیغ ۱۳۷۸ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیه سیدنا حضرت مسیح موعود علیه الصلوٰة والسلام﴾

ہم جس قوّتِ یقین، معرِفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے

"ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا، جو خاتم المومنینؐ، خاتم العارفین اور خاتم النبیینؐ ہے۔ اوراسی طرح پر وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ ﷺ جو خاتم النبیین ہیں اور آپؐ پر نبوّت ختم ہو گئی۔ تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔ ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپؐ پر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدمؑ سے لے کر مسیح ابن مریمؑ تک نبیوں کو دیئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب کے سب آنحضرت ﷺ میں جمع کر دیئے گئے اور اس طرح پر طبعاً آپؐ خاتم النبیین ٹھہرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات، وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں، وہ قرآن شریف پر ختم ہو گئے اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوّتِ یقین، معرِفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختمِ نبوّت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختمِ نبوّت کیا ہوتا ہے۔ اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرتِ تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختمِ نبوّت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذّت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں"۔ (ملفوظات جلد اول، طبع جدید۔ صفحه ۲۲۷، ۲۲۸)

آج ساری دنیا میں کثرت سے جماعت میرا پیغام سن رہی ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ یہ آواز دنیا کو جگا دے گی کیونکہ یہ آواز بظاہر میرے مُنہ سے نکل رہی ہے لیکن در حقیقت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی آواز ہے جسے میں آپؐ کی احادیث کے حوالہ سے آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں

☆☆ (خلاصه خطبه جمعه ، ۲۳/ جنوری ۱۹۹۸ء) ☆☆

لندن (۲۳/ جنوری) : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ البقرہ کی آیت "وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِی عَنِّی فَاِنِّی قَرِیب...... الخ" تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ آج جمعۃ الوداع ہے اور میں اس جمعہ کو جمعۃ الاستقبال بنانا چاہتا ہوں۔ وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ روزوں کو، نیکیوں کو، ذکر الٰہی کو چھٹی دے دی جائے وہ اسے جمعۃ الوداع کہتے ہیں۔ اس پہلو سے بڑی تعداد ایسی ہے جنہیں عام طور پر نہ نمازوں کا، نہ ذکر الٰہی کا اور نہ نیک باتوں کا موقعہ ملتا ہے مگر یہ ایک جمعہ ہے جس میں ان کی فطرت نے ان کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ نیک لوگوں کی صحبت میں آئیں۔ وہ اس جمعہ کو خدا حافظ کہنے کے لئے آئے ہیں مگر میں اس انتظار میں رہتا ہوں کہ وہ یہاں آئیں تو کچھ تو نیکی کی باتیں ان کے کانوں میں پڑیں، کچھ تو ان کی آنکھیں کھلیں۔

حضور نے فرمایا اس جمعہ کو ان معنوں میں وداع نہ کہیں کہ رمضان کے باقی حصہ کو بھی وداع کہہ دیں۔ حضور نے فرمایا کہ وہ

باقی صفحه نمبر۳ پر ملاحظه فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی ذہنی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ رمضان المبارک کے ایام میں مسجد فضل لندن میں حضور ایدہ اللہ روزانہ (ماسوائے جمعۃ المبارک کے) قرآن مجید کا درس ارشاد فرماتے ہیں جو ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست تمام دنیا میں نشر ہوتا ہے۔ ذیل میں درس القرآن کی ان پاکیزہ عالمی مجالس کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۱۷/ جنوری ۱۹۹۸ء :

آج درس القرآن ۱۵ میں بھی سورۃ النساء کی آیت نمبر ۷۰ پر ہی درس جاری رہا۔ حضور انور نے فرمایا کہ کل کے درس میں مَیں نے تفسیر قُمّی کا حوالہ دیا تھا کہ اس میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم سے لے کر جو بھی انبیاء بھیجے ہیں وہ واپس آئیں گے اور امیر المومنین مہدی کی مدد کریں گے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیعوں کے نزدیک سارے انبیاء آئیں گے لیکن ختم نبوت کی مہر نہیں ٹوٹے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس آیت (سورۃ النساء آیت ۷۰) سے ایسے معنے لینا جو آنحضرت ﷺ کے واضح ارشاد کے مخالف ہوں کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ چونکہ بہت سے نئے لوگ درس سننے میں شامل ہو رہے ہیں اور تبلیغ پر زور دینے کا زمانہ ہے اس لئے تشریح ضروری ہے۔ اب میں مَعَ اور مِن کی تشریح میں کچھ حدیثیں پیش کرتا ہوں۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "سچا اور امانت دار تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا"۔ یہ اُخروی دنیا کا معاملہ ہے انہیں وہاں روحانی اور معنوی معیت حاصل ہوگی یعنی صحبت اور جزا کے طور پر۔ شرح جامع ترمذی میں اسی حدیث کے ذکر میں کہا گیا ہے کہ تجارت میں جس نے صدق اور امانت کی جستجو کی وہ زمرہ ابرار اور صدیقوں میں شمار ہوگا۔ یعنی تاجروں کو ان کے درجات حاصل کرنے کی کوشش پر ابھارا گیا ہے۔ مرتبے مراد نہیں، عمومی معیت مراد ہے۔ حضور نے فرمایا یہاں ایک ایسا معنیٰ ہے جو کبھی کسی مفسر نے بیان نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھا دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ تاجر تھے اور امین تھے اور دنیا کے اموال اور تجارتوں میں امین تھے۔ گویا کہ آپؐ نے فرمایا کہ دیکھو میں امین تھا تو مجھے خدا نے کہاں پہنچا دیا اس لئے تجارت میں دیانت سے کام لو تو اعلیٰ مقامات حاصل کر سکتے ہو۔

معیت کے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ انسان کو جس سے محبت ہو اس کے ساتھ ہو۔ صحابہ آپؐ کے ساتھ ساتھ رہتے تھے لیکن مرتبے میں ہرگز برابر نہ تھے۔ انسؓ بن مالک کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: 'اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ'۔ ایک حدیث میں جو ابو سعید خدریؓ ہی سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا: اہل جنت بالاخانوں میں سے بعض دوسرے لوگوں کو اپنے اوپر ایسے فاصلے پر دیکھیں گے جیسے افق پر طلوع ہونے والے ستاروں کو دیکھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس تصور سے ہی انسانی عقل ڈول جاتی ہے۔ پس اس سے اندازہ کریں کہ رسولوں میں اور پھر آنحضرت ﷺ کا مقام کتنا بلند ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کے علو مرتبت کا یہ حال ہے اور آپؐ انکساری اور فروتنی کی وجہ سے فرماتے ہیں کہ میں تمہارے ساتھ ہونگا یعنی محبت کرنے والوں کی خامیوں سے قطع نظر انہیں دیکھنے کا موقعہ عطا ہوگا۔ نبیوں کی معیت ان معنوں میں ہوگی کہ محبت کرنے والوں کی محبت کو تسکین ملے اور جن سے محبت ہے ان کے مرتبے میں کمی واقع نہ ہو۔

حضور نے فرمایا کہ غیر احمدی علماء ہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ قطعیت کے ساتھ فرما چکے ہیں کہ لاَ نَبِیَّ بَعدِی تو اے احمدیو! تمہیں کوئی حق نہیں کہ تم کہو کہ کوئی اور نبی مبعوث ہو سکتا ہے۔ تو ہم جواباً کہتے ہیں کہ غلامانِ محمدؐ کو نبوت مل سکتی ہے کیونکہ جن پر یہ آیت (سورۃ النساء آیت ۷۰) نازل ہوئی ہے وہ خود فرماتے ہیں 'لاَ نَبِیَّ بَعدِی' اور وہ اس آیت کے معنے بھی جانتے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ پرانے بزرگوں کو تو اپنا کوئی نفع حاصل کرنا مقصود نہ تھا انہوں نے تقویٰ کی آنکھوں سے ان آیات اور احادیث کا موازنہ کیا۔ سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مرتبے اور علم پر غور کریں اور یہ حدیث سنیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ یہ تو کہو کہ آنحضرتؐ خاتم الانبیاء ہیں لیکن یہ نہ کہو کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور آپ کا یہ قول آنحضرت ﷺ کے قول لاَ نَبِیَّ بَعدِی سے متصادم نہیں کیونکہ مراد یہ تھی کہ کوئی نبی آنحضرت ﷺ کے لائے ہوئے کو منسوخ کرنے والا نہیں آ سکتا۔ اطاعت شرط ہے۔

حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے فرمایا: وہ نبوت جو آنحضرت ﷺ کے وجود پر ختم ہوئی وہ صرف تشریعی نبوت ہوئی ہے

باقی اگلے صفحه پر ملاحظه فرمائیں

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول نہ کہ مقام نبوت۔ پس آنحضرتؐ کی شریعت کو منسوخ کرنے والی کوئی شریعت نہیں آسکتی۔ اور نہ ہی اسی میں کوئی حکم بڑھا سکتی ہے۔ حضرت ابن عربیؒ کی کتاب فتوحات مکیہ میں سے ایک اور اقتباس یہ ہے کہ: "نبوت کلّی طور پر اٹھ نہیں گئی۔ صرف تشریعی نبوت بند ہے اور یہی معنے لاَ نَبِی بَعدِی کے ہیں۔ پس ہم نے جان لیا کہ آنحضرتؐ کا لاَ نَبِی بَعدِی فرمانا یہی مطلب رکھتا تھا کہ میرے بعد اور کوئی نئی شریعت نہیں آئے گی"۔ اسی طرح شارح مشکوٰۃ، **ملاّ علی قاری** (وفات ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں کہ کوئی نبی ایسا پیدا نہیں ہوگا جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ کردے۔ یعنی انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے امکان کو کھلا چھوڑا ہے۔ **حضرت شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی** (وفات ۱۱۷۶ھ) آنحضرتؐ کے قول لاَ نَبِی بَعدِی کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اس سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ جو نبوت اور رسالت منقطع ہوئی ہے وہ تشریعی نبوت ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کتنا سچا، صاف اور عمدہ استنباط ہے۔ حجج الکرامہ میں ایک حدیث درج ہے کہ جو شخص کہے کہ عیسیٰؑ بعد نزول نبی نہ ہونگے، پکا کافر ہے۔ یہاں بھی مسیح کے آنے کا ذکر ہے۔ وہ نبی ہوگا۔ امت محمدیہ میں سے ہوگا اور عیسیٰؑ کی خُو بُو پر ہوگا۔ کیونکہ اسرائیل کے عیسیٰؑ کا آسمان پر جانا ثابت نہیں تو آنا کیسے ہوگا۔ ان مولویوں کے پاس کوئی راہ فرار نہیں۔ یا تو وہ اس عقیدے کے ساتھ مریں گے یا عیسیٰؑ کو وفات یافتہ ماننا پڑے گا۔ ان کے حیات مسیح کے عقیدہ کو دنیا کا کوئی سائنس دان نہیں مان سکتا۔ اور اس طرح یہ لوگ اپنی جاہلانہ باتوں سے سائنس دانوں کو خدا اور قرآن سے دور کر دیتے ہیں۔ اس لئے ان کے پاس کوئی چارہ نہیں یا عقل کو چھٹی دیں یا ہماری بات تسلیم کریں۔ حضور انور نے **ابن عربی، سراج الدین، ابن الوردی اور حضرت شاہ ولی اللہ** کے حوالوں سے بتایا کہ یہ بزرگان وفات مسیح کے قائل تھے اور یہ کہ آنے والا موعود حضرت عیسیٰؑ سے فضل اور شرف میں مشابہ ہوگا۔

اتوار، ۱۸؍ جنوری ۱۹۹۸ء:

حضور انور نے آج کے درس القرآن نمبر ۱۶ میں فرمایا کہ آیت نمبر ۷۰ کی تفسیر کے ابھی کچھ پہلو باوجود اختصار کے بیان کرنے والے باقی رہ گئے ہیں۔ کچھ ایسا مواد تھا جو کبھی بیان نہیں ہوا۔ اس کی تصدیق ہو چکی ہے اس لئے اب اسے پہلے بیان کروں گا۔ **تفسیر قُمّی** کا حوالہ حضرت امام جعفرؒ کی طرف منسوب ہوا ہے اس لئے ان کی رائے ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم سے لے کر جتنے بھی نبی بھیجے ہیں وہ ضرور واپس آئیں گے اور نہ صرف یہ عمدہ بات ہے بلکہ اس کی بنا قرآن مجید کی آیت "وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ" کی تفسیر پر ہے۔ حضور نے اس معروف شیعہ روایت کا ذکر کیا جس میں بیان ہے کہ امام مہدیؑ ظاہر ہونگے تو یہ کہیں گے کہ جس نے ابراہیم، اسماعیل، موسیٰ، عیسیٰ وغیرہ انبیاء کو دیکھنا ہو وہ مجھے دیکھے۔ حضور نے فرمایا اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ثابت کریں کہ وہ امام مہدی مسیح موعود ہیں اور ہم کسوف و خسوف وغیرہ نشانات لے کر ثابت کر سکتے ہیں لیکن یہ فیصلہ امام جعفر صادق خود کر چکے ہیں کہ جو بھی امام ہوگا وہ ایسا ہوگا۔

حضور انور نے شہید کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "شہید وہ ہے جو خدا کا مشاہدہ کرتا ہے اور جو خدا سے استقامت اور سکینت پاتا ہے اور کوئی حادثہ اور زلزلہ اس کو ہلا نہیں سکتا"۔ اس کے بعد حضور انور نے ایک اور حدیث سنائی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خبردار رہو کہ عیسیٰ بن مریم اور میرے درمیان کوئی نبی نہ ہوگا۔ پھر آنحضرتؐ نے مسیح موعود کے متعلق فرمایا کہ وہ ضرور دجال کو قتل کرے گا۔ صلیب کو پاش پاش کرے گا، جزیہ کو ختم کرے گا۔ اس وقت میں (مذہبی) جنگوں کا خاتمہ ہوگا۔ یاد رکھو جن کو ان سے ملاقات کا شرف ہو انہیں میرا اسلام ضرور پہنچائیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ مضمون ظاہر و باہر ہو چکا ہے۔ مسیح موعودؑ تشریف لائے۔ آپ کے اور آنحضرتؐ کے درمیان کوئی نبی نہیں آیا۔ اور اہم حدیث جو خاتم النبیین کی تائید میں ہماری طرف سے پیش کی جاتی ہے سنن ابن ماجہ سے لی گئی ہے۔ یاد رکھیں آیت خاتم النبیین ۵ ہجری میں نازل ہوئی۔ ۹ ہجری میں آنحضرتؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم نو عمری کی حالت میں وفات پا گئے۔ آپ نے ان کی وفات پر فرمایا 'لَوْ عَاشَ ابراھیم لکانَ صدیقاً نبیاً' کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ اس پر بحث کرتے ہوئے بعض بے وقوف کہتے ہیں کہ اللہ نے ابراہیم کو اس لئے وفات دے دی کہ بڑا ہو کر نبی نہ ہو جائے۔ گویا نبی بننا ان کے اپنے بس کی بات ہے۔ حضرت ملا علی قاریؒ نے اس بارے میں موضوعات کبیر صفحہ ۸۸، ۸۹ میں لکھا ہے: "میں کہتا ہوں کہ اس کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا فرمانا کہ اگر میرا بیٹا زندہ رہتا تو نبی ہو جاتا اور اسی طرح حضرت عمرؓ کے متعلق بھی کہنا۔ یہ قول خاتم النبیین کے مخالف نہیں ہے کیونکہ خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کی اُمّت میں سے نہ ہو۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث نے عیسیٰؑ کا معاملہ تو صاف کر دیا اور یہ وضاحت بھی کر دی کہ اگر ابراہیم خدا کی تقدیر سے فوت نہ ہو جاتا تو اس کی نبوت خاتمیت کے منافی نہ ہوتی۔

حضور انور نے فرمایا بہت سے حوالے میری تقریر بعنوان "عرفان ختم نبوت" میں آچکے ہیں۔ تاہم ایک اہم حوالہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا ہے جو انہوں نے اپنی کتاب "تفہیمات الٰہیہ" میں درج کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبی ختم ہو گئے یعنی آپ کے بعد کوئی شخص نہیں ہو سکتا جس کو خدا شریعت دے کر مبعوث کرے۔

حضرت محی الدین ابن عربی کا یہ حوالہ آپ سب کو یاد رکھنا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت رسول اللہؐ کا کمال ہے کہ آپ نے درود شریف کی دعا کے ذریعے اپنی آل کو مرتبہ انبیاء سے ملا دیا۔ لیکن حضرت ابراہیمؑ پر آپ کو ایک فضیلت بھی عطا کی یعنی آپ کو یہ شرف عطا کیا کہ آپ کی شریعت منسوخ نہ ہوگی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب الخیر الکثیر میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہو سکتا جو مستقل طور پر بلا واسطہ آنحضرتؐ کے فیض پانے سے نبی ہو۔

زمانہ حال کے علماء میں سے بانی دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی نے بھی وہی باتیں کی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہیں۔ وہ لکھتے ہیں: افضلیت ظل اور اصل میں تساوی بھی ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ افضلیت بوجہ اصلیت پھر بھی ادھر یعنی آنحضرت ﷺ ہی کی طرف ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں اس رسول پر صدق دل سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ اس پر تمام شریعتیں ختم ہیں لیکن وہ نبوت جو اس کے چراغ سے ملتی ہے وہ ختم نہیں۔ اور اسی کے ذریعہ سے یہ شرف مجھے محض آنحضرت ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوا ہے۔ اگر میں آپؐ کی امت میں سے نہ ہوتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر بھی میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی یہ شرف مکالمہ و مخاطبہ نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ صرف اس نبوت کا دروازہ بند ہے جو احکام شریعت جدیدہ ساتھ رکھتی ہو۔

حضور انور نے حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کا ایک حوالہ جو ان کے مرشد ابو علی مبارک نے بیان کیا ہے سنایا اور وہ یہ ہے کہ کائنات میں آخری مرتبہ انسان کا ہے۔ جب وہ عروج پاتا ہے تو اس میں تمام مراتب مذکورہ اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اس کو انسان کامل کہا جاتا ہے اور ان سب کا کمال ہمارے آنحضرت ﷺ میں ہے۔ اسی لئے آپ کو خاتم النبیین قرار دیا گیا یعنی انسانیت کا کمال اور نبوت کا کمال۔ جو روحانیت کے کمال آپؐ نے طے کئے وہ کسی اور انسان نے نہیں کئے۔

ابو عبداللہ محمد بن علی حسینی متوفی ۳۰۸ھ نے فرمایا۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ آپ خاتم النبیین مبعوث ہونے کے لحاظ سے آخری نبی تھے بھلا اس میں آپؐ کی کیا فضیلت اور کونسی شان اور کیا علیت ہے یہ تو احمقوں اور جاہلوں کی بات ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "چشمہ مسیحی" میں فرمایا: "اے نادانو اور آنکھوں کے اندھو! ہمارے سید و مولیٰ اس پر ہزاروں سلام اپنے افاضہ کی رو سے تمام انبیاء پر سبقت لے گئے کیونکہ گزشتہ نبیوں کا افاضہ ایک حد تک ختم ہو گیا اور ان کی قومیں مردہ ہیں مگر آپ کا فیضان قیامت تک جاری ہے۔ اس لئے اس امت کے لئے ضروری نہیں کہ کوئی مسیح باہر سے آوے بلکہ آپ کے سائے میں تربیت پانے والا ادنیٰ انسان کو بھی مسیح بنا سکتا ہے۔

آنحضرت ﷺ بطور زینت کے بھی خاتم ہی ہیں۔ محمد بن عبدالباقی زرقانی (۱۱۲۲ھ) نے لکھا ہے کہ خاتم النبیین کے معنے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنی ظاہری باطنی اور روحانی بناوٹ میں سب سے زیادہ حسین ہیں۔ اس انگشتری کی مانند جس سے زینت اور تجمل حاصل کیا جاتا ہے۔ انبیاء آنحضرت ﷺ سے زینت پا رہے ہیں۔

سوموار، ۱۹؍ جنوری ۱۹۹۸ء:

آج کے درس القرآن نمبر ۱۷ میں حضور نے آنحضرت ﷺ کی مدح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض نہایت پر شوکت اقتباسات پڑھ کر سنائے جن میں آنحضرت ﷺ کی بلند شان اور مرتبہ و مقام کا ذکر ہے اور یہ کہ بجز آپؐ کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور یہ کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی سے امتی نبوت مل سکتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آج کل کے علماء خواہ مخواہ شان نزول کی بحثوں میں الجھ کر قرآن مجید کے معانی کو محدود کر دیتے ہیں اور نقصان پہنچاتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ شان نزول اور بات ہے اور مواقع نزول اور ہیں۔ سارا قرآن مجید آپ شان نزول کے بغیر ہی سمجھ سکتے ہیں۔ بعدہٗ حضور انور نے غار ثور میں حضرت ابو بکرؓ کی معیت میں آنحضرتؐ کے "لَاتَحزَنْ اِنَّ اللہَ مَعَنَا" فرمانے کی لطیف تشریح فرمائی اور شیعوں کے حضرت ابو بکرؓ پر کئے گئے اعتراضات کو رد فرمایا۔ اسی طرح حضرت زینبؓ کے سلسلے میں قرآنی آیات کی تشریح فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا میں بھی اپنے علماء سے چاہتا ہوں کہ وہ تجسس اور تفحص کریں اور شان نزول سے متعلق روایات کو علم روایت و درایت کے لحاظ سے الگ الگ کریں۔ میں توقع کرتا ہوں کہ ہمارے علماء اس کام کو آگے بڑھائیں گے۔

محمد بن سیرین (۳۳ ہجری تا ۱۰۷ ہجری) سے عبیدہ نے قرآن کریم کی ایک آیت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا خدا سے ڈرو۔ وہ لوگ گزر گئے جن کو معلوم تھا کہ کون سی آیت کس کے بارہ میں اور کس موقع پر نازل ہوئی تھی۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی شاندار سوشل زندگی جس میں حضورؐ اپنے اعزہ اور اقرباء کو کھانے وغیرہ پر دعوت دیتے تھے اور جو اکثر ہوتی ہونگی ان پر احادیث بالکل خاموش ہیں۔ لیکن قرآن مجید نے حیرت انگیز تفصیل بیان کی ہے۔ حضور نے واقعہ اُفک کی آیات پڑھیں اور تفسیر فرمائی اور بتایا کہ واقعہ افک میں حضرت عائشہؓ پر ناحق الزام لگانے والوں میں حضرت ابو بکر کا ایک نادار رشتہ دار تھا جسے آپ مالی امداد دیا کرتے تھے۔ اس واقعہ کے بعد انہوں نے یہ امداد روک دینے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن انہیں ایسا کرنے سے منع کیا گیا۔ حضور انور نے تشریحاً فرمایا کہ اگر کچھ غریب اور محتاج ہوں اور غلط کام کر بیٹھیں تو ان کی مدد نہ روکو ان کو سزا دینا خدا کا کام ہے۔ حضور نے فرمایا آج کل بھی یہی کچھ ہو رہا ہے۔ کئی خط آتے ہیں کہ یہ سفارش کے تو مستحق ہیں لیکن فلاں فلاں بات میں نظام سلسلہ میں کمزوری دکھاتے ہیں۔ میں انہیں لکھتا ہوں کہ مستحق ہے تو مدد جاری رکھو۔ تو دیکھیں شان نزول اگرچہ بظاہر ایک واقعہ سے تعلق رکھتی ہے لیکن حکم جاری و ساری ہے اور سب زمانوں سے تعلق رکھتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۵۴ جس میں اسلامی معاشرہ کا حسین تصور پیش کیا گیا ہے اس سوشل سٹرکچر کی تفصیل احادیث میں نہیں ملتی۔ حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۳ اور سورۃ التوبہ کی آیت ۹۱، اسی طرح آیت "علی الثلاثۃ الذین خلّفوا......الخ" اور سورۃ عبس کی ابتدائی آیات کی لطیف تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ قرآن کریم مواقع نزول کی خود وضاحت فرماتا ہے اور کسی بیرونی شان نزول کے بیان کا محتاج نہیں۔

منگل، ۲۰؍ جنوری ۱۹۹۸ء:

آج درس القرآن نمبر ۱۸ کے آغاز پر حضور نے سورۃ الحشر کی آیت نمبر ۱۰ تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ قرآن مجید نے انصار کی اس کیفیت کو اس آیت میں بیان فرما کر ان کے حسن سلوک کی داستان کو قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا ہے۔ اگر یہ آیت نازل نہ ہوتی تو یہ کیفیت ہم تک نہ پہنچتی اور یہی آیت اس کی شان نزول کے لئے کافی ہے۔ خدا کی نظر انسان کے لطیف جذبات پر پڑتی ہے۔ اس آیت کا آخری حصہ بتا رہا ہے کہ یہ ماضی کے لئے ہی نہیں بلکہ جو بھی اپنے دل کو خساست سے بچائے گا مفلحین میں شمار ہوگا۔

حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم بسا اوقات پردہ پوشی فرماتا ہے لیکن معاشرے کی کسی برائی کو عام بیان کر دیتا ہے۔ اس ضمن میں یہ کہنا کہ فلاں یہ کیا کرتا ہے ایک مذموم حرکت ہے کیونکہ جب خدا نے پردہ ڈالا ہے تو کسی کو کوئی حق نہیں کہ وہ کسی خاص پر اسے چسپاں کرے۔ قرآن مجید میں بعض ازواج مطہرات کی باتوں پر پردہ ڈالا گیا ہے۔ شان نزول میں دلچسپی رکھنے والے اہل بیت پر ادھر ادھر کی باتیں کر کے بے حرمتی کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ اسی سلسلے میں حضور انور نے یہ آیت بھی پڑھی: "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ...... الخ"۔ اس میں

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

سرخ اور سیاہ کافروں میں

آرامی، کنعانی اور اسرائیلی عنصر

(مظفر احمد چوہدری)

افغانستان میں گزشتہ صدی تک جلال آباد اور لغمان کے صوبوں اور چترال کے علاقے کے درمیان ایک قدیم مذہب کے پیروکار لوگ آباد تھے جو اب اسلام قبول کر چکے ہیں۔ ان کے ایک ادنیٰ گروہ کیلاش کی چار وادیاں پاکستان میں چترال کے علاقے میں موجود ہیں۔ یہ لوگ "کافر کیلاش" کے نام سے معروف ہیں۔

کافر لوگ دو بڑے گروہوں میں تقسیم تھے یعنی سرخ پوش کافر اور سیاہ پوش کافر۔ ان کا مذہب جس کی نسبت سے یہ کافر مشہور ہیں مختلف مذاہب کے زیادہ تر مشرکانہ رسوم و رواج کا مجموعہ تھا۔ جس میں بت پرستی، اجداد پرستی، حجر پرستی، ارواح پرستی وغیرہ متنوع قدیم مسالک شامل تھے۔

کافر دراصل ایک قوم کے افراد نہیں بلکہ ان مختلف اقوام کا مجموعہ ہیں جو وقتاً فوقتاً مغلوب ہو کر ہندوکش کے بلند و بالا پہاڑی سلسلے کی وادیوں میں پناہ لینے پر مجبور ہوتے رہے اور یہ بات تو کئی ایک سیاحوں نے لکھی ہے کہ کافروں میں یونانیوں سے لے کر اسرائیلیوں تک ہر قوم کا چہرہ ملتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ پنجابیوں کی طرح (جو بہت سی اقوام کا مجموعہ ہیں) کافروں کے بھی کوئی معین جسمانی خصائل نہیں ہیں بلکہ مختلف گروہوں کے جداگانہ خصائل ہیں۔ اور اس بات کا مشاہدہ کیلاش کافروں میں مَیں نے خود کیا ہے۔

کافر لوگ پہلے قندھار سے لے کر پشاور تک کے علاقے میں آباد تھے۔ اور ان کی اپنی روایات کے مطابق افغانوں نے (جن کو کافر اودال، ابدال یا مسلمان کہتے ہیں) اِن کو اِن علاقوں میں دھکیل دیا۔ کیلاش کافر تو اب تک یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ "سِیام" کے علاقے سے آئے ہیں۔

آخری مرتبہ ان کو بڑے پیمانے پر سوات کے بالائی حصوں اور ہندوکش کی طرف اُس وقت دھکیل دیا گیا جب افغانستان کے علاقے میں سب سے پہلے لفظ "مُسلم" رائج ہوا۔ افغان مذہب کے معاملہ میں ہمیشہ شدت پسند رہے ہیں۔ افغانوں کے ایک گروہ نے جب اسلام قبول کیا تو اس کا بڑا شدید ردِّ عمل ہوا جس کے نتیجے میں کئی دہائیوں بلکہ شاید صدیوں پر محیط ہولناک جنگ لڑی گئی۔ طبقاتِ ناصری کا مصنف اس کا نقشہ یوں کھینچتا ہے کہ گاؤں گاؤں اور فرد فرد کے درمیان جنگ تھی۔ ہر طبقہ اپنے مذہبی عقائد پر سختی سے قائم تھا۔ بالآخر فتح مسلمانوں کی ہوئی۔ اور دیگر مذاہب کے پیروکاروں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ جو مذاہب اسلام میں جذب نہ ہو سکے وہ پناہ گاہوں کی تلاش میں نکلے۔ بدھ مت والوں کو بدھ مت کے دوسرے علاقوں کی طرف پناہ ملی۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

ہندو ہندوستان کی طرف آ نکلے لیکن وہ مذہبی طبقات جن کی جڑیں برصغیر میں نہیں تھیں ان کو ایسے دشوار گزار پہاڑوں میں پناہ لینی پڑی جہاں وہ تہذیب و تمدن سے دور الگ تھلگ آزادانہ زندگی بسر کر سکیں۔ بلکہ اُن کے اِن پہاڑوں میں آباد ہونے کا زیادہ سہرا بھی افغانوں کے سر ہی معلوم ہوتا ہے جنہوں نے اپنی پسند کی ہر سرزمین سے انہیں نکال باہر کیا۔ یوں ایک ایسی نفرت کی بنیاد پڑی جو ان کافروں اور افغانوں کے دلوں میں ہمیشہ قائم رہی۔ چنانچہ ایک سیاح Macnair نے انیسویں صدی میں کافروں کی ایک دعا یوں بیان کی ہے:

ہم سے بُخار کو دور کر
ہمارے ذخائر میں اضافہ فرما
مسلمانوں کو ہلاک کر دے
موت کے بعد ہمیں جنت میں داخل کر

(بحوالہ: A short walk in Hindukush)

مسلمانوں کو قتل کرنا ہمیشہ سے ایک کافر کا محبوب فعل رہا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ عیسائی، یہودی، ہندو، بدھ، پارسی تو ان علاقوں میں جانے اور تجارت میں آزاد تھے لیکن مسلمانوں کا پتہ ان علاقوں میں داخل ہوتے پانی ہوتا تھا۔

ان کافروں میں وہ افغان گروہ بھی تھے جنہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور اپنے قدیم اسرائیلی مذاہب یہودیت اور کنعانی مذہب پر قائم تھے۔ اس دعوے کا ٹھوس ثبوت ہمیں اس تحقیقی مواد سے ملتا ہے جو کافروں کے مذاہب اور رسوم و رواج پر جمع کیا گیا ہے۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ایسے زبردست شواہد کی موجودگی میں وہ لوگ جنہوں نے اپنی عمریں کافروں کے مذاہب و رسوم کی تحقیق میں صرف کر دیں کیوں اس کا اظہار نہ کر سکے۔ بلکہ انیسویں صدی کے اُن محققین کا مذاق اڑاتے رہے جنہوں نے کافروں میں اسرائیلی عنصر کی نشاندہی کی تھی؟

کنعانی اور آرامی عنصر

دیوتا:

کافروں میں کئی ایک دیوتا ایسے ہیں جن کے نام بالکل وہی ہیں جو قدیم کنعانی اور آرامی دیوتاؤں کے تھے مثلاً:

ا۔ دجون (Dagon)

اَشکون کافر اور "وائی گل" کافر جو جنوبی نورستان (کافرستان کا نیا نام) میں آباد ہیں یہ ان کا سب سے بڑا دیوتا تھا۔

دراصل یہ دجون (Dagon) فلستیوں کا دیوتا تھا۔ جب مقدس تابوت پر فلستیوں نے قبضہ کر لیا تو اس کو دجون کے معبد میں ہی رکھا گیا تھا۔ گویا دجون کے پیروکاروں اور بنی اسرائیل میں فلسطین کے زمانے سے ہی عداوت تھی۔

محققین کے نزدیک یہ دراصل ایک سامی دیوتا تھا جس کو کنعان پر فتح کے بعد فلستیوں نے اختیار کر لیا۔ اس سے قبل یہ میسوپوتامیہ میں داجان (Dagan) کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اموریوں میں اس کو بہت مقبولیت حاصل تھی۔ غلّہ کے لئے عبرانی لفظ Dagan اسی سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے۔ کئی محققین کا خیال ہے کہ یہ زراعت سے منسلک دیوتا تھا۔ یوناتن نے مکابیوں کے دور میں اشدود کا دجون کا معبد تباہ کر دیا تھا۔ (1 mc 10:84)

۲۔ آروم:

آروم کافروں کا ایک محدود الفرائض دیوتا ہے۔ جو معاہدوں اور امن کے سمجھوتوں کے وقت قربانی لینے کا حقدار تھا۔ صرف "کام" کافر اس کی پرستش کرتے تھے۔ یہ ان کا سرپرست دیوتا تھا اور اس کے سات بھائی بھی بیان کئے جاتے تھے۔

مذہبی رہنما Kaneash اپنے سر اور داڑھیاں منڈوانے سے قبل اس کے حضور ایک بکرے کی قربانی دیتے تھے۔

بَن آرام ایک Hamlet کا بھی نام ہے جو کامدیش میں جو کام کافروں کا مرکز ہے موجود ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کے آرامی گروہوں نے اپنے جدّ اعلیٰ کے نام پر ایک دیوتا بنا لیا تھا۔

۳۔ اشترات:

کافرستان میں اُترون سے بشگال وادی میں داخل ہونے والی سڑک پر ایک مقام اشتارات ہے جسے پشتو میں گوردیش اور چترالی میں استورگات کہتے ہیں۔

کافرستان میں یہ روایت تھی کہ اشترات کے لوگ ایک حصہ آروم نسل اور ایک حصہ "جازھی" نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ "بیان کیا جاتا ہے کہ اروم گروم (آرام گاؤں۔ ناقل) کے ایک شخص نے ایک اشترات (جازھی) دوشیزہ سے ارورمیہ میں یوں سمجھ لیں کہ مخصوص قسم کے حالات میں تعلق قائم کیا اور ان کا بیٹا اشترات کے سردار شیر ملک کی براہ راست نسل سے ہے"۔

اشترات یا اشتارات ایک آرامی اور عبرانی لفظ ہے۔ بنی رابن، بنی گاد اور بنی نسّی کے علاقے میں ایک مقام کا نام اشتروت تھا۔ (یشوع باب ۱۳ آیت ۱۲)

یشوع باب ۱۳ آیت ۳۱ میں اِسے منسّی کے قبیلے کے علاقے میں قرار دیا گیا ہے۔ اور ا۔ تواریخ باب ۶ میں اشتروت کو لاویوں کا شہر قرار دیا گیا ہے۔ بسّن کا یہ شہر اشتروت کہلاتا تھا یعنی "دو (۲) اشترات" (عبرانی اشترات=دو اشترات)

اشترات کنعانیوں اور آرامیوں کی دیوی تھی جو زرخیزی کی معبود تھی اور اشترات کا اطلاق ہر قسم کی دیوی کے لئے عمومی طور پر ہونے لگا تھا۔

آرامیوں میں اس کا ایک تلفظ Atar-Gatis ہے جو کافرستان کے اشترات کے چترالی تلفظ Astor-Gat سے بالکل مشابہ ہے A (s)tor-Gat(is)

ایڈولف لودس لکھتا ہے:

"The fact that Astarte thus tended to absorb the other female divinties of the country suggests that she was pre-eminent there"

"She was worshipped among all the off-shoots of the Semitic race: the Aramean Atar (Atar-gatis = Atar'ate), The Moabites, Ashtar, the Arabs, who regarded her as a male divinity, called her Athtar (Whence aster,"god" in the Abyssiniam inscription.)

Be that as it may, the cult of Astarte among the ancient Cananites is borne witness to, not only by Isralite writers, but by such place names as Ashtarta and Ashtaroth, also called Be'eshterah, that is the temple of Astarte, "Beth Ashtereth".

Astarte, one of the chief deities to Tyre; and Sidon, was also adopted by the Philistines. At Ascalon, one of their principal cities, She was worshiped under her Aramean name of Atargaties".

(P-134, Edloph-Lods, Israel . form its begining to the middle of the eighth century)

گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ کافرستان میں اشترات کی طرح فلسطین میں بھی اشترات/اشتروت مقام موجود تھے۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ کا نام بسّن کے اشتروت کی طرح اشترات دیوی کے نام پر ہی رکھا گیا تھا کیونکہ کافرستان میں بھی دو تلفظ (کافری) اشترات=اشترات (عبرانی) اور (چترالی) استورگات=اتورگاتِس (آرامی) موجود ہیں۔

مچھلی سے پرہیز

کافر لوگ مچھلی نہیں کھاتے۔ پہلی مرتبہ ان کے مچھلی کھانے کی شہادت ان کے قبول اسلام کے بعد ۱۹۵۸ء میں Eric Newby نے دی ہے۔ (حوالہ: A short walk in Hindukush by Eric Newby. page 230,231. Arrow Books ,London 1961)

یہ ایک خالص کنعانی عادت ہے۔ ایڈولف لودس لکھتا ہے:

"The Canaanites, including the inhabitants of Syria in general, abstained from eating the fish which was sacred to Atargatis; in the belief that this food would cause ulcers; on the other hand they sacrificed them to the godess."

(Israel.... by Adolph Lods. p-111)

کافروں میں اتورجاتِس (استورجات) یا اشترات کی موجودگی اور مچھلی سے پرہیز اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔

۴۔ بالومائین:

بالومائین کیلاش کافروں کا وہ دیوتا ہے جو ان کے عقائد کے مطابق ان کے آبائی وطن "سِ۔آ۔م" (Syam) میں (شام۔ ناقل) آباد ہے اور ہر سال موسم سرما میں ان کے ہاں آتا ہے۔

بیل مائن شام میں ایک قدیم مقام کا نام ہے

بلیامین صوبہ سرحد میں ایک مقام ہے

دراصل یہ **بعل مائین** شامیوں کا کوئی موسمی تہواروں کا دیوتا معلوم ہوتا ہے۔ جو بعد ازاں جلاوطن آرامیوں کے ساتھ ان علاقوں میں نہ آ سکا لیکن اب بھی (کیلاش عقائد کے مطابق) سال کے سال پاکستان آتا ہے۔ عبرانی میں اسے Bel Main اور اکاوی میں Belu Main لکھا جائے گا۔ جو کافرستانی Balu Main سے قریب ترین ہے۔

۵۔ دان:

کافروں کا ایک نام دان ملک ہے۔ مشہور سیاح رابرٹسن کے مترجم کا نام بھی دان ملک تھا۔ دان جو بنی اسرائیل کے بارہ جدِ امجد میں سے ایک کا نام ہے یہ بھی کافرستان میں عام ہے۔ ایسا ہی

دون گل اور "دان گام" (دان گاؤں) کافرستان کی وادی بیچ میں ایک مقام ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ دان شاید ایک کنعانی دیوتا کا بھی نام تھا اور دان ملک ایک کنعانی نام تھا۔ ایڈولف لودس لکھتا ہے :

"In the Tell el-Amarna age the names of certain Cananites princees bear witness to the worship of a god Melek: Abdi milki (servent of Melek)ABIMILIKI (Melek is my father) Ili milki or Milkili (Melek is my god).

The name of the tribe and city of Dan was derived, perhaps from that of a god of the same name". (P-126)

ماکا (Maka) :

امراء کافروں کا وہ دیوتا ہے جس کا تصور "اعلیٰ ترین معبود" سے قریب تر ہے۔ کافروں کے مطابق "اُس نے "اُس کو مارا" (Usku-Mara) کے نام سے "عظیم ماکا" کا ابتدائی وطن اور ان کا موجودہ "غربت کا مکہ" (Maka of the Poor) تخلیق کیا۔ وہ لوگوں کو اپنے ساتھ دریائے بیچ پر لے گیا اور کانتیوو (Kantiwo) اور پرسون (پارون) وادیوں کے درمیان دوراہے (Fork) پر دو پتھر نصب کئے۔ ایک اچھا پتھر اور ایک بُرا۔ چنیدہ وطن (Chosen Homeland) کے لئے راستہ کھولا گیا جہاں آج بھی اچھا پتھر پڑا ہوا ہے۔

(Karl Jettmar ,Religions of the Hindukush. Vol .I Page 49)

محققین نے اس کو عرب کا مکہ سمجھ کر اس بیان کو "اسلامی اثر" کے کھاتے میں داخل کر دیا ہے جبکہ حقیقت میں ایسی کوئی بات نہیں بلکہ **ماکاہ** تو فلسطین میں آرامیوں کا علاقہ تھا۔ جس کا نام بائبل میں کئی جگہ آیا ہے مثلاً ۲۔ سلاطین باب ۱۰ آیات ۶ تا ۸، ۱۔ تواریخ باب ۱۹ آیات ۶،۷)

یہ علاقہ کوہ حرمون کے جنوب اور جھیل حولیہ (Huleh) کے شمال میں آبیل بیتھوماکاہ کے گرد تھا۔

یہ ایک آرامی مملکت تھی جو عمونیوں کے ساتھ مل کر حضرت داؤد علیہ السلام کے خلاف لڑی۔ پیدائش باب ۲۲ آیت ۲۴ میں ماکاہ کو دوسرے آرامی قبائل کے ساتھ ناحور کی نسل سے بتایا گیا ہے۔ ان کو اسرائیل کی شمالی سرحد پر آباد بتایا گیا ہے۔ (Jos 12:5;13:11,13) اس مملکت کا اسرائیل سے انضمام شاید حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں ہوا۔ اور کئی ایک مکاتی (ماکاہ کے رہنے والے) اسرائیلیوں میں نظر آتے ہیں۔ (۲۔ سموئیل باب ۲۳ آیت ۳۴، ۲: سلاطین باب ۲۵ آیت ۲۳، یرمیاہ باب ۴۰ آیت ۸ اور ۱۔ تواریخ باب ۴ آیت ۱۹)

اہم حوالہ جاتی کتب :

(1) .Karl Jettmar, The Religions of Hindu Kush. Vol 1. The Religions of the Kafirs . The pre Islamic Heritage of Afghan Nuristan.
Translated from German by Adam Nayyar. Oxford and IBH Publishing Co.Pvt. Ltd. New Delhi, Bombay, Calcutta. Copy rights: 1986, Printed in England by Aris & Phillips Ltd.

(2): The Kafirs of the Hindu Kush by :Sir George Scott Robertson London-1896-Lawrence & Bullen Ltd. 16 Henrietta Street, Covent garden London. Printed by Ballantyne, Hanson and Co. Ballantyne Press.

(3) A short walk in Hindu Kush. by Eric Newby. London 1961. First edition 1958 Arrow Books London U.K.

(4): Notes on Afghanistan & Baluchistan by Major Henry George Raverty. first edition 1878 .new edition. Gosha-e-Adab ,Quetta.Pakistan 1976.

(5): Israel from its Beginnings to the Middle of the Eighth Century. by Adolph Lods. 1932- London. Kegan Paul Trench, Trubner & Co, Ltd. Broadway House 68-74 Carter Lane E-C. Printed by Butler and Tanner Ltd.

(٦) : طبقات ناصری جلد اول اردو ترجمہ
مصنف منہاج السراج۔ مترجم غلام رسول مہر
مرکزی اردو بورڈ گلبرگ لاہور۔ طبع اول جنوری ۱۹۷۸ء ناشر اشفاق احمد۔ طابع : محمد زرین خان۔ زریں آرٹ پریس، ۶۱ ریلوے روڈ لاہور۔

(7): Jewish Travelars. Newyork 1904. Book of Eldad Ha Dani.

دفتر الفضل انٹرنیشنل سے خط و کتابت کرتے وقت AFC نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔
(مینجر)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

تمام لوگ جنہوں نے سارا سال ضائع کر دیا اور رمضان کا بیشتر حصہ بھی ضائع کر دیا، اب رمضان کے جو آخری چند دن باقی ہیں ان میں کمر ہمت کس لیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کی پیاری باتیں بیان فرمائیں کہ آپ کا رمضان کا آخری عشرہ کس طرح گزرتا تھا اور کس طرح آپ کی نیکیوں میں غیر معمولی شدت آجاتی تھی۔ یہ دل کی کیفیات ہیں اور کوئی نہیں جو آپ کے دل میں جھانک کر دیکھ سکے تاہم احادیث کی روشنی میں جس حد تک ممکن ہے حضور اکرمؐ کے معمولات کو حضور ایدہ اللہ نے بیان فرمایا۔ حضور نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ کی ہر نیکی میں اس عشرہ میں اتنی تیزی آجاتی تھی جیسے جھکڑ چل رہا ہو اور یہ تیزی ذکر الٰہی کی تیزی تھی، خدا کی ذات میں محو ہونے کی تیزی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ ان دنوں میں خدا قریب آجاتا ہے اس کے استقبال کے لئے اپنے بازو وا کریں، اپنے سینے وا کریں۔ حضور نے بتایا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ عمل کے لحاظ سے آخری عشرہ سے بڑھ کر عظمت والے اور کوئی دن نہیں ہیں۔ پس جو دن باقی ہیں آپ ان کا استقبال کریں تو یہ برکتیں آپ کے گھر آکر ٹھہر بھی سکتی ہیں۔ حضور نے ایک روایت کے حوالہ سے بتایا کہ آنحضرتؐ ان ایام میں خاص طور پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، اَللّٰہُ اَکْبَر اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کا کثرت سے ورد فرماتے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کے اعتکاف سے متعلق روایات کے حوالے سے آپؐ کے اعتکاف کی کیفیت کا نقشہ کھینچا۔ حضور نے بتایا کہ اصل اعتکاف کا حق بڑی مسجد میں ادا ہوتا ہے جہاں اعتکاف کرنے والے ایک دوسرے کے اعتکاف میں مخل نہ ہوں۔ چنانچہ ایک موقعہ پر جب بعض معتکف اونچی آواز میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے تو حضور اکرمؐ اپنے اعتکاف کے حجرہ سے نکل کر آئے اور فرمایا کہ نمازی اپنے رب سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ قراءت بالجہر نہ کرو۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل یہ راز و نیاز کی راتیں تھیں جو رسول اللہؐ گزارتے تھے۔ راز و نیاز کی وہ کیفیت بیان سے باہر ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج ساری دنیا میں کثرت سے جماعت میرا پیغام سن رہی ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ یہ آواز دنیا کو جگا دے گی کیونکہ یہ آواز بظاہر میرے منہ سے نکل رہی ہے لیکن درحقیقت حضرت محمدؐ رسول اللہ کی آواز ہے جسے میں آپؐ کی احادیث کے حوالہ سے آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ بھی یاد رکھیں کہ ہم سب کی زندگیوں نے بھی گزر جانا ہے۔ سب سے بڑی غفلت موت کے دن کو بھلانا ہے۔ اکثر لوگ مرنے کو بھول جاتے ہیں۔ دنیا کی چند دن کی عیش، چند دن کی خدا کی نافرمانیاں یہ کب تک چلیں گی۔ حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس بھی پیش فرمایا۔ جس میں حضور علیہ السلام نے بتایا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے تابع مسلسل لمبا عرصہ تک روزے رکھے اور اس کے نتیجہ میں خاص انوار آپ کو عطا ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے روزوں کے فوائد و برکات کا بھی اس میں ذکر فرمایا ہے۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم حضرت محمدؐ رسول اللہ کے عالم کی کوئی روحانی سیر بھی کبھی کبھی کر لیا کریں۔

☆......☆......☆

بقیہ : عالمی اجتماعی دعا از صفحہ نمبر ۱۶

بھی قریب کر دیا ہے۔

حضور انور نے رقت بھرے الفاظ میں فرمایا کہ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری دعائیں مقبول ہیں۔ اگر ہم توحید خالص کی محبت میں یہ سفر نہ کرتے تو خدا کی پناہ میں داخل ہی نہ ہو سکتے تھے۔ خدا کی پناہیں ہمیں ڈھانپ رہی ہیں۔ ربوہ میں بھی، قادیان میں بھی اور دوسرے تمام ملکوں میں بھی۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے اخلاص کو ہمیشہ مقبول رکھے۔ اور کبھی بھی ہم اس کی رضا سے عاری نہ رہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ دعا ہے جو آج آپ میرے ساتھ مل کر کرتے رہیں۔ کثرت سے درود پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے درود کی برکت سے آپ کا رسول اللہ ﷺ سے تعلق اٹوٹ ہو جائے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل اور برکتیں جو رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہیں ان کا سایہ ہم پر بھی پڑیگا۔ اور اس سایہ میں ہم آگے بڑھنے کی توفیق پائیں گے۔

☆...... پھر دعائیں کریں پہلے صحابہ کے لئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے لئے بھی جو بعد میں آکر ان سے ملے ہیں۔ پہلے صحابہ ستاروں کی مانند تھے۔ اسی طرح بعد کے صحابہ کے فیوض بھی کثرت سے جماعت کو حاصل ہو رہے ہیں۔

☆...... حضرت مسیح موعود کے خاندان کو "آل" کے حوالے سے دعاؤں میں یاد رکھیں کہ انہیں اُس آل میں شامل فرمائے جس آل کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے وعدے ہیں۔

☆...... جماعت کے ابتلاؤں کا دور حضور انور نے فرمایا ختم تو نہیں ہو سکتا۔ ابتلاؤں سے ہی تو جماعت آزمائی جاتی ہے اور چمکائی جاتی ہے۔ پس اس رنگ میں دعائیں کریں کہ جس ابتلاء میں جماعت آزمائی جا رہی ہے ہمیں اس کا ایسا پھل عطا فرمائے کہ ہمارے دل کانوں تک راضی ہو جائیں۔

☆...... ان دشمنوں کے لئے بھی دعا کریں جنہوں نے جماعت کے لئے ابتلا پیدا کئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ان ابتلاؤں کے عذاب سے بچائے جو خود انہوں نے اپنے اوپر سہیڑ رکھے ہیں۔ اسی تسلسل میں حضور انور نے معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پروروں کے لئے اللھم مزقھم کل ممزق و سحقھم تسحیقا کی دعا کی طرف پھر توجہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ انہیں پارہ پارہ کر دے اور انہیں پیس کر رکھ دے۔ اور اُن کی خاک اڑا دے تاکہ قوم اُن کی نحوستوں سے بچائی جائے۔ حضور نے فرمایا مقصد اعلیٰ قوم کو اُن کے شر سے بچانا ہے۔ اس سے باقی عوام الناس کو بھی فیض پہنچے گا جو اُن کی وجہ سے شر میں مبتلا کئے گئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے خاص طور پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک الہامی دعا پڑھنے کی تاکید بھی فرمائی کہ اے ہمارے رب زمین پر کافروں میں سے کسی شریر کو باقی نہ چھوڑ۔ حضور نے فرمایا کہ یہ مخصوص دعا ہے اے اللہ یہ تیرے ہی علم میں ہے کہ شر الناس کون لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کو مصیبتوں میں مبتلاء کر رکھا ہے اُن میں سے کسی کو نہ چھوڑ اور ہر ایک کو پکڑ لے۔ اے اللہ ہماری زندگیوں میں برکت ڈال کہ ہم خدا تعالیٰ کے اس وعدہ کو پورا ہوتے ہوئے دیکھ لیں۔

☆...... مذہب کے نام پر جن قوموں کو سیاست کا نشانہ بنایا جا رہا ہے مثلاً بوسنیا، اہل کشمیر، اہل فلسطین، اہل چیچنیا جنہوں نے اسلام کی غیرت میں قدم اٹھایا۔ سیرالیون کے مظلوم جس نے احمدیت کو بڑے کھلے ہاتھوں خوش آمدید کہا تھا۔ گیمبیا اور دیگر افریقی ممالک کی قومیں۔ غرضیکہ دکھوں سے چور انسانیت کے لئے دعائیں کریں۔

☆...... پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور ہر وہ ملک جہاں متشدد ملاّں کی طرف سے عورتوں اور بچوں پر مذہب کے نام پر نہایت سفاکانہ

باقی صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

برائے فروخت

ربوہ میں مجوزہ جلسہ گاہ کے بالکل سامنے ساہیوال چنیوٹ روڈ پر برلب سڑک دو ایکڑ (سولہ کنال) کا ایک قطعہ اراضی برائے فروخت موجود ہے۔ بجلی، ٹیوب ویل اور دو عارضی پختہ کمرے بنے ہوئے ہیں۔ اور دو ایکڑ کی پوری پکی چار دیواری بھی بنی ہوئی ہے۔ ربوہ میں انوسٹمنٹ کا نادر موقع ہے۔

خواہش مند حضرات

ربوہ میں ٹیلیفون 211202 پر خالد منیر اختر ——— اور

کینیڈا میں ٹیلیفون 905-668-2176 پر کریم جنجوعہ یا طارق کریم سے رابطہ کریں

کریم جنجوعہ فروری اور مارچ کے مہینہ میں ربوہ میں دستیاب ہونگے

خطبہ جمعہ

خدا کی خاطر جان پیش کرنے والے جب تک موجود ہیں اس وقت تک ناممکن ہے کہ قوم مر جائے

اگر دنیا کے شر و فساد سے بچانے والی کوئی چیز ہے تو وہ نماز ہی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۹؍ دسمبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۹؍ فتح ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ . اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِينَ.

وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَلٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ

(سورۃ البقرہ آیت ۱۵۴، ۱۵۵)

یہ دو آیات ہیں جن کی میں نے تلاوت کی ہے ان کے مضمون سے دو باتیں ہیں جو ظاہر ہیں۔ ایک تو نماز اور صبر کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے استعانت مانگنے کا ارشاد ہوا ہے۔ يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ. اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگا کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِينَ. یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور دوسری آیت میں یہ مضمون ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ اور ہرگز اس کو مُردہ نہ کہو جو اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا بَلْ اَحْيَآءٌ۔ مُردے نہ کہو اُن کو۔ اموات جمع ہے اس لئے یوں کہنا چاہئے اُن کو مُردے قرار نہ دو بَلْ اَحْيَآءٌ بلکہ وہ تو زندہ ہیں وَلٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ لیکن تمہیں اس بات کا شعور نہیں ہے کہ ان کی زندگی کی حقیقت کیا ہے۔

ان دو آیات کی تلاوت کا آج کے خطبے سے اس طرح تعلق ہے کہ نماز کے تعلق میں مَیں گزشتہ خطبوں میں مضمون بیان کر رہا ہوں اور اس میں صبر کی جو نصیحت ہے اسے خصوصیت کے ساتھ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ اور دوسرا اس لئے کہ پاکستان سے مظفر احمد صاحب شرما کی شہادت کی اطلاع ملی ہے جن کے متعلق میں کچھ مزید باتیں بیان کروں گا لیکن ایک بات قطعی ہے کہ ان کو مُردہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ زندہ ہیں لیکن تم لوگ نہیں جانتے۔

صبر کا تعلق جو نماز سے باندھا گیا ہے اس کے دو پہلو ہیں جن پر نظر رکھنی چاہئے۔ ایک تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی ہے صبر کے ساتھ۔ یعنی مدد مانگتے چلے جانا ہے اور اس بات میں جلدی نہیں کرنی کہ کب اللہ تعالیٰ کی نصرت آئے۔ اور یہ مدد نماز کے ذریعے مانگی جائے اور ایسی نماز کے ذریعے مانگی جائے جس پر صبر ہو۔ یعنی صبر کا ایک معنی ؛جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ نیکیوں پر دوام اختیار کیا جائے۔ جب ایک دفعہ ان کو پکڑ بیٹھیں تو پھر چھوڑنا نہیں۔ یہ صبر کا مضمون دونوں طرف یکساں چسپاں ہو رہا ہے۔ یعنی ایک تو صبر کے نتیجے میں تم نے جو خدا سے دعا مانگنی ہے وہ نماز کے ذریعے مانگنی ہے اور نماز پر بھی صبر اختیار کرنا ہے کیونکہ بعد میں نتیجہ یہ نہیں نکالا کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُصَلِّين ۔ فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِينَ تو دونوں صبروں کا بیک وقت ذکر ہے۔ اور استعينوا بالصّبر سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ کسی غم اور صدمے کی طرف اشارہ ہو رہا ہے۔ عام حالتوں میں بھی نماز پر صبر کرنا چاہئے لیکن جب کسی کی طرف سے کوئی اذیت پہنچے، کوئی قومی نقصان کا خدشہ ہو یا قومی نقصان ہو جائے تو اس صورت میں لازماً مدد اور صبر دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ایسے اٹوٹ رشتے میں بندھے ہوئے ہیں کہ ان کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر صدمے پر بے صبری کرو گے اس کا کوئی بھی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ اگر صدمے کے نتیجے میں صبر اختیار کر کے دعائیں کرو گے جو خصوصاً نماز میں ہونی چاہئیں تو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِين.

دوسرا پہلو لِمَن يُقْتَل فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَات والا ہے۔ اگرچہ ہر شہادت کا ہمیں دکھ پہنچتا ہے جو لازم ہے کہ پہنچے لیکن اللہ تعالیٰ کی اس نصیحت کو کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ خدا کی راہ میں جو شہید ہوتے ہیں وہ عام موتیں نہیں ہیں ان میں اور عام اموات میں ایک نمایاں فرق ہے اور اس فرق کو ہم شعور کے طور پر محسوس نہیں کر سکتے یعنی باشعور طور پر ہم اس فرق کو پہچان نہیں سکتے۔ ایسے شہداء گزشتہ زمانے میں، رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہوئے جن کے آسمان پر خدا کے حضور حاضر ہونے کا اور جو آپس میں مکالمہ ہوا ہے اس کا الہاماً آنحضور ﷺ کو بتا دیا گیا۔ حالانکہ سوال و جواب تو بہت دور کے قصے ہیں وہ قیامت جس کے بعد یہ سوال و جواب ہونے ہیں اس قیامت کی دوری کا تو آپ اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ پس رسول اللہ ﷺ کو معاً بعد جب ایک شہید کے واقعات سنائے جاتے ہیں تو صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ واقعات اگر اسی وقت گزرے تھے اور آئندہ کی خبریں نہیں تھیں، یعنی اس شرط کے ساتھ میں کہہ رہا ہوں کہ اگر وہ اسی وقت گزر چکے تھے، تو پھر یہ عام مُردوں سے ایک الگ مضمون ہے۔ یعنی **شہداء کو جنت کی زندگی ان کے قتل کے فوراً بعد عطا کر دی جاتی ہے۔** شاید یہی مضمون ہو جو فرمایا گیا ہے کہ تم شعور نہیں رکھتے۔ 'اور زندہ ہیں اور تم شعور نہیں رکھتے' اس کا ایک اور پہلو بھی ہے کہ ان کی وجہ سے قوم زندہ رہتی ہے۔ اور یہ شہادتیں ہیں جو ہمیشہ کے لئے قوم کی زندگی کی ضمانت دیتی ہیں اور تمہیں بھول جاتا ہے، تمہیں اس بات کا شعوری طور پر احساس نہیں رہتا کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کی وجہ سے ہم زندہ ہیں۔ اگر شہادتیں نہ ہوں تو باقی پیچھے رہنے والوں کی زندگی کی بھی کوئی ضمانت نہیں۔ **وہ جو خوشی سے اپنے آپ کو خدا کے حضور شہادت کے لئے پیش کرتے ہیں اُن کو زندہ کیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ قوم زندہ ہو جاتی ہے۔ اور جب تک شہادتیں رہیں گی قوم زندہ رہے گی۔ یعنی خدا کی خاطر جان پیش کرنے والے جب تک موجود ہیں اس وقت تک ناممکن ہے کہ قوم مر جائے۔** اور یہ شعور جو ہے پوری طرح آپ کو حاصل نہیں اور اللہ تعالیٰ گواہی دے رہا ہے کہ ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔

تیسری بات، ان کی زندگی کا ہمیں علم نہیں یعنی شعور نہیں جب کہ ہر نیک مرنے والا بھی تو عملاً زندہ ہو جاتا ہے یعنی اس کو ایک دوسری زندگی ملتی ہے تھوڑی دیر کے لئے۔ پھر وہ ایک ایسی حالت میں سے گزرتا ہے جسے عالم برزخ کہا جاتا ہے۔ پھر لمبے عرصے کے لئے سو جاتا ہے اور اس وقت اٹھایا جائے گا جس زمانے کی دُوری کا ہمیں علم نہیں۔ اس مضمون کا شہادت کے مضمون سے کوئی فرق ہونا چاہئے۔ اگر فرق نہیں ہے تو یہ آیت کیوں کہہ رہی ہے کہ وہ زندہ ہیں مگر تمہیں شعور نہیں۔ یہ وہ حالت ہے جس کو واقعۃً ہم تصور میں نہیں لا سکتے سوائے اس کے کہ زندگی کی علامتیں ان پر چسپاں کر کے دیکھیں۔ تو باشعور انسان جو زندہ ہو، اس کو اگر پوری طرح شعور ہو تو اس کا اپنے پچھلوں سے بھی ایک تعلق قائم رہتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ بعد میں آنے والوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں، وہ اللہ کے حضور ان سے خیر چاہتے ہیں۔ **پس شہداء کی زندگی کا تعلق خدا تعالیٰ سے اس رنگ میں ہے کہ وہ اس سے عرض حال کرتے ہیں، دعائیں کرتے ہیں کہ ہمارے پچھلوں کو بھی وہ اپنے فضل سے نوازے اور اپنے پچھلوں کا خیال رکھتے ہیں** حالانکہ مُردوں کو اپنے پچھلوں کا کوئی خیال نہیں ہوا کرتا۔ پس یہ ان کا خیال رکھنا بتا رہا ہے کہ ان کی زندگی ان کے پچھلوں کو بھی روحانی لحاظ سے اور مادی دنیوی لحاظ سے زندہ کر گئی ہے۔ یعنی یہ نئی زندگی جو ان کو ملی ہے اس کا ان کے پسماندگان سے ایک ایسا گہرا تعلق ہے جو عام مُردوں کو نہیں ہوا کرتا۔

اور بھی بہت سی باتیں ہونگی کیونکہ 'لَا تَشْعُرُون' میں جو خدا تعالیٰ فرما رہا ہے کہ تم شعور نہیں حاصل کر سکتے اس میں اگر ہمیں پورا شعور حاصل ہو جائے تو پھر وہ بات غلط ہو جائے گی، اس لئے میں اندازے

پیش کر رہا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی مراد ہو گی، یہ بھی مراد ہو گی مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمیں پوری طرح شعور ہے۔ اتنا یقین رکھنا چاہئے بہر حال، خواہ ہمیں شعور ہو یا نہ ہو، کہ یہ لوگ زندہ ہیں مردہ نہیں ہیں۔

اس کے بعد میں **مظفر احمد شہید** کی شہادت کا ذکر کرتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے جدائیوں کے دکھ تو ہوتے ہیں لیکن ان آیات نے ایسی تسلی دی ہے کہ انکے بعد غم اور واویلے میں یعنی گہرے غم اور واویلے میں تبدیل نہیں ہونے چاہئیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو یہ وعدہ ہے کہ یہ اور قسم کے لوگ ہیں، یہ بھی زندہ ہیں تمہیں پورا شعور حاصل نہیں ہے اس وجہ سے ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرنا چاہئے کہ ہماری جماعت میں بھی خدا تعالیٰ نے اولین کی طرح شہادتوں کا ایک سلسلہ جاری کر دیا ہے۔ یہ شہادتیں جو نیک کاموں میں مصروف رہنے کی وجہ سے دشمن کے چیلنج کے باوجود پیش کی جائیں یہ شہادتیں بہت ہی قابل قدر ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شہادت کے خوف سے کام نہیں رُکنا۔ دشمن خواہ جو کر گزرنا چاہے کرے لیکن اس ڈر سے کہ ہم قتل نہ ہو جائیں کام نہیں روکنا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی تبلیغ میں جو اللہ تعالیٰ نے نصیحت فرمائی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو حکمت سے کام لو وہ بھی ضروری ہے۔ بیک وقت دو چیزیں ہیں جن کے میزان کا نام کامیاب تبلیغ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ اگرچہ شہادت کے متعلق ہمیں یہ خوشخبری عطا کر رہا ہے کہ بہت بڑی چیز ہے لیکن غازیوں کے متعلق بھی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت کچھ لکھا ہے۔ پس جب بھی مجھے شہادت کے لئے دعا کی درخواست آتی ہے اور شہادت کے متعلق مظفر شہید کو ایک ذرّہ بھی اس میں شک نہیں تھا کہ میں یہاں شہید ہو سکتا ہوں مگر ایک لحہ کے لئے بھی ان کے قدم نہیں ڈگمگائے۔ میرے پاس پتہ نہیں ان کے پرانے خطوط محفوظ ہیں کہ نہیں لیکن جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ان خطوں میں شہادت کا ایسا سرسریٰ ذکر ہوا کرتا تھا جیسے کوئی اتفاقاً رسمی سی چیز ہے اس کا کوئی خوف ان کے دل پر طاری نہیں تھا۔ یہ عزم صمیم لئے ہوئے تھے کہ میں نے اپنے کام کو لازماً جاری رکھنا ہے اور کوئی دنیا کی طاقت مجھے اس کام سے روک نہیں سکتی۔

ان کے متعلق میں پہلے مختصر تعارف کرا دوں یہ کون تھے؟ کس کے بیٹے تھے اور کس کے پوتے تھے؟ مظفر شرما شہید قائم مقام امیر اضلاع شکارپور، جیکب آباد، سکھر، گھوٹکی، چاروں الگ الگ اضلاع ہیں جو اِن کے تابع تھے۔ یہ قائم مقام امیر تھے چار اضلاع کے شکارپور، جیکب آباد، سکھر اور گھوٹکی۔ یہ محترم عبدالرشید صاحب شرما امیر جماعت ہائے اضلاع شکارپور، جیکب آباد، سکھر، گھوٹکی کے صاحبزادے ہیں۔ ان کی عدم موجودگی کی وجہ سے ان چاروں اضلاع کے یہی امیر تھے۔ ان کے دادا منشی عبدالرحیم صاحب شرما ہندو سے مسلمان ہوئے تھے اور بہت ہی اخلاص رکھتے تھے۔ یہ انہی کا اخلاص ہے جو آج ان کے پوتوں کی شہادت کی صورت میں بول رہا ہے۔

تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ۱۲؍ دسمبر ۱۹۹۷ء کو محترم مظفر احمد صاحب شام پونے آٹھ بجے اپنی بھابھی محترمہ غزالہ بیگم صاحبہ بیوہ مبارک احمد مرحوم اور ان کی بچیوں کو گاڑی پر سوار کرنے کے لئے ریلوے سٹیشن لے جا رہے تھے۔ یہاں لفظ مرحوم لکھنا درست نہیں ہے کیونکہ ان کے بڑے بھائی مبارک بھی شہید ہوئے تھے اور اسی مقام پر آپ نے شہادت کا اعزاز پایا تھا جہاں ان کو گولیاں مار کے شہید کیا گیا، عین وہی مقام تھا۔ مبارک احمد کو میں اس لئے شہید کہہ رہا ہوں کہ اگرچہ وہ کئی سال ان زخموں کے بعد زندہ رہے۔ جو کلہاڑیوں سے بڑے گہرے زخم لگائے گئے تھے جسم کے مختلف حصوں پر اور سر پر، لیکن یہ وہی زخم تھے جن کے نتیجے میں آخر ان کی وفات ہوئی ہے۔ پس جو تسلسل قائم ہو ان زخموں کا جو دین کی دشمنی میں لگائے جائیں اور اسی بیماری کی حالت میں کوئی کچھ عرصہ بعد فوت ہو اس کو مرحوم کہنے کی بجائے شہید لکھنا چاہئے اور مجھے ذرہ بھی شک نہیں کہ ان کے بڑے بھائی بھی شہید تھے اور جس طرح ان کی بیماری کی اطلاعیں مل رہی تھیں لازماً وہی زخم تھے جن کا دکھ کچھ دیر اور برداشت کرنا ان کے لئے مقدر تھا۔ پس شہادت بھی تھی اور شہادت کے ساتھ شہادت کی جو جسمانی تکلیفیں ہوا کرتی ہیں وہ ممتد ہو گئی تھیں۔

چنانچہ مظفر احمد صاحب اپنی بھابھی یعنی ان کی بیوہ محترمہ غزالہ بیگم صاحبہ کو گاڑی پر سوار کرانے کے لئے ساتھ لے جا رہے تھے۔ ٹانگے پر وہ سوار تھیں اور مظفر احمد صاحب شہید موٹر سائیکل پر پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ سول ہسپتال کے قریب پٹرول پمپ کے سامنے پیچھے سے ایک موٹر سائیکل آیا۔ تانگہ پر جو اِن کے بھائی کی بچی بیٹھی ہوئی تھی اُس نے اُس کو اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتے دیکھا اور اس کے فوراً بعد فائرنگ کی آواز آئی اور مظفر احمد شہید اسی وقت زمین پر گر گئے۔ بھابھی نے مظفر احمد کو اٹھایا۔ ابھی وہ زندہ تھے اور جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ شہادت ہی تھی خواہ کچھ دیر بعد ہسپتال میں وفات ہو یا کچھ سال لٹکنے کے بعد وفات ہو یہ شہادت ہی ہے اس میں کوئی فرق نہیں۔ چنانچہ ہسپتال لے جایا گیا اور ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لا کر آپ نے جان، جانِ آفریں کے سپرد کی۔

محترم مظفر احمد شرما کی عمر، جب یہ شہید ہوئے ہیں، بیالیس سال تھی۔ نہایت مخلص اور فدائی، پیشے کے لحاظ سے وکیل تھے لیکن کبھی عملاً وکالت نہیں کی۔ اس کے باوجود ان کا اتنا اثر و رسوخ تھا اور اتنا ان کی نیکیوں کا سارے شہر میں چرچا تھا کہ بڑے بڑے دانشور بھی آپ کے ساتھ بہت محبت رکھتے تھے اور ان کو شکارپور پریس کلب کے جنرل سیکرٹری کے طور پر انہوں نے منتخب کیا ہوا تھا۔ باوجود اس کے کہ احمدیت کے خلاف وہاں بہت تعصب پھیلایا جاتا ہے ان کے ساتھ ذاتی تعلق کا یہ ثبوت ہے کہ ان کو باقاعدہ غیروں نے مشترکہ طور پر اپنے پریس کلب کے جنرل سیکرٹری کے طور پر چنا ہوا تھا۔ ایک موقع پر، ایک تقریب پر ان کے اثر کو یہ بات بھی ظاہر کرتی ہے کہ چار ضلعوں کے ڈپٹی کمشنر ان کے بلاوے پر اس تقریب میں شامل ہوئے۔

۱۹۸۵ء میں بھی اس خاندان نے بہت بڑی مالی قربانیاں پیش کی ہیں۔ شکارپور میں یہ اکیلا احمدی گھرانہ تھا اور اس خاندان نے پوری ثابت قدمی کے ساتھ ہر مصیبت کو برداشت کیا ہے۔ ان کے والد کو میں ذاتی طور پر بڑی دیر سے جانتا ہوں، ان کا کارخانہ تھا جس کے اوپر بہت ہی ظالمانہ حملہ کیا گیا اور سب کچھ برباد کر دیا گیا لیکن ان کے ثبات قدم میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ میں نے ان کو تسلی کا خط لکھا۔ انہوں نے مجھے تسلی کا خط لکھا۔ نہایت ہی ذلیل بات حکومت کی طرف سے یہ ہوئی ہے کہ باوجود اس کے کہ ان کو جو دھمکیوں کے خط آتے تھے اور جو چھپتے بھی تھے اخباروں میں اور نام بھی لکھا ہوتا تھا ان مولویوں کا، حکومت نے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ یہ وہ جمعیت ہے جس کے سربراہ آج کل مولوی فضل الرحمان ہیں اور وہ الفاظ آپ پڑھیں خطوں کے جو خط ان کے نام آیا کرتے تھے اور جو بیان اخباروں میں چھپتے تھے وہ اتنے گندے ہیں کہ ان کو پڑھ کر سنایا بھی نہیں جا سکتا۔ نہایت ہی غلیظ زبان، ان کے متعلق اور ان کی بیگم کے متعلق، نہایت ہی کمینی بکواس کی گئی ہے۔ اب دنیا میں کہیں بھی کوئی شریف حکومت ہو تو ایسے گندے خطوط چھپنے کے بعد نوٹس لئے بغیر رہ ہی نہیں سکتی۔ ان خطوط میں بڑی دلیری کے ساتھ نام بھی لکھے ہوئے ہیں اور قتل کی دھمکی دی گئی ہے کہ ہم تمہیں ضرور قتل کر دیں گے اور ان بدبختوں کے جبڑے نہیں توڑے گئے۔ دنیا کے کسی ملک میں بھی اگر کھلم کھلا اخباروں میں کسی کا نام لے کر قتل کی دھمکی دی جائے تو ناممکن ہے کہ حکومت کی مشینری فوری طور پر اس کا ردّ عمل نہ دکھائے۔ تو پاکستان میں یہ کچھ ہو رہا ہے مگر ہمیں اُن سے توقع نہیں ہے، اُن پر انحصار نہیں ہے۔ ہمارا انحصار اُسی پر ہے، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ. ہم اپنی گریہ و زاری صرف اپنے رب کے حضور پیش کریں گے اور ہمیشہ کرتے چلے جائیں گے کیونکہ صبر نے ہمیں یہ تلقین کی ہے کہ خواہ ظاہری طور پر تمہیں اپنی دعاؤں کا نتیجہ دکھائی دے یا نہ دے تم نے مسلسل دعائیں جاری رکھنی ہیں اور ان دعاؤں کا نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا ہے۔

جرمنی میں پیزا (PIZZA) کا کاروبار کرنے والے احباب کے لئے

خوشخبری

ضامن صحت — عمدہ کوالٹی

گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے حصول کے لئے رابطہ فرمائیں

بازار سے بارعایت — ہوم ڈلیوری

جرمن مزاج کے عین مطابق ذائقہ

نوٹ: ہماری مصنوعات صرف گائے کے گوشت سے تیار شدہ ہیں
اس بات کی تسلی کے لئے ہماری فیکٹری میں تشریف لائیں

آج ہی رابطہ کیجئے

FIRMA MERZ

MAYBACH STR 2

69214 EPPELHEIM (GAWEBEGEBIET)

BEI HEIDELBERG -GERMANY

Tel :0 6221-79240 Fax: 06221-792425

پس اس پہلو سے جہاں ان پسماندگان کے لئے آپ دعائیں کریں اور دعائیں جاری رکھیں وہاں للہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کریں کہ ان ظالموں کو جو اس شدید ظلم میں حصہ ڈالے ہوئے ہیں اور بہت ہیں وہ ان کو کیفر کردار تک پہنچائے کیونکہ ان کی گندی اور خبیث زبان کے بعد میں ایک لمحے کے لئے بھی نہیں سوچ سکتا کہ ایسے شخص کے اندر کوئی پاک تبدیلی ہو سکتی ہے۔ مولوی بنے ہوئے ہیں، ایسی ناپاک باتیں ہیں جن سے ان کے دل کا بغض کھلتا ہے۔ آج کل پاکستان کے مولویوں کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کھانے کے رستے اور مقرر کئے ہیں اور غلاظت نکالنے کے اور لیکن اِن کا ایک ہی رستہ ہے۔ جس منہ سے یہ خدا کی باتیں کرتے ہیں، جس منہ سے کلمہ پڑھتے ہیں اُسی منہ سے اتنا گند بکتے ہیں کہ اس کو جسمانی فضلے سے تشبیہ دینا بھی اس گندگی کی پوری وضاحت نہیں کر سکتا۔ جو جسمانی فضلہ ہے وہ کچھ بھی نہیں اس کے مقابل پر جو اِن کے منہ سے گند نکلتا ہے اس لئے اِن کا ایک ہی رستہ رہ گیا ہے جس رستے سے درود پڑھتے ہیں اُسی رستے سے نہایت ہی خبیثانہ بکواس کرتے ہیں۔ پس ان کے درود قبول ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ ان کے رستے گندے ہو گئے ہیں۔

بہرحال اس کی مزید تفصیل میں مَیں نہیں جانا چاہتا مگر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ اخباروں میں باتیں چھپتی رہی ہیں بہت ہی گندی ہیں مگر ہمیں صبر بہرحال کرنا ہے اور اس صبر کے ساتھ میں ساری جماعت کی طرف سے ان کے پسماندگان سے تعزیت کا اظہار کرتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ وہ انشاء اللہ، بفضلہٖ تعالیٰ اپنے صبر پر پورے ثبات قدم کے ساتھ قائم رہیں گے۔ مظفر احمد شہید کی نماز جنازہ غائب جمعہ و عصر کے معاً بعد یہاں ہو گی۔

اب میں نماز کے مضمون پر جانے سے پہلے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی وفات پر جو مسلسل دنیا سے خطوط آرہے ہیں ان کے متعلق یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ناممکن ہے میرے لئے اور میرے عملے کے لئے کہ ان کا جواب دے سکیں۔ لیکن یہ میں تسلی دلاتا ہوں کہ تمام خطوط پر میں خود نظر ڈالتا ہوں۔ دیکھتا ہوں کس نے لکھا ہے، کیا لکھا ہے اس لئے جو ان کے دل کی خواہش ہے وہ تو پوری ہو گئی جب میں نے نظر ڈال لی۔ اور اس وقت جو ان لوگوں کے لئے دل سے دعا اُٹھتی ہے وہ بھی اس خواہش ہی کا ایک حصہ ہے۔ پس اگر میری طرف سے رسیدگی کا خط بھی نہ جائے تو ہرگز اس بلال میں نہ پڑیں اور اس شبہے میں مبتلا نہ ہوں کہ وہ خط نظر سے گزرا ہی نہیں۔ ایک ایک خط بلا استثناء جب تک میں دیکھ نہ لوں اس وقت تک میری رات تک کی کارروائی بند نہیں ہوتی۔ یعنی یہ فائل الگ پڑی رہتی ہے۔ جب تک میں دیکھ نہ لوں اس وقت تک میں اپنا دفتر بند نہیں کرتا اس لئے آپ لوگ مطمئن رہیں۔

اور **صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب** کے لئے ضمناً میں نے جو تحقیق اور کی ہے اس پر میں حیران ہوا ہوں ایک بات پر کہ **خدا تعالیٰ نے جو غیر معمولی عمر کی خبر دی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام مردانہ اولاد میں ان کے برابر کسی نے عمر نہیں پائی۔** 'خلاف توقع' کا لفظ حیرت انگیز طور پر پورا ہو رہا ہے۔ اس خلاف توقع لفظ نے ہی مجھے اس تحقیق پر مجبور کیا۔ میں پہلے سمجھتا تھا حضرت بھائی جان مرزا عزیز احمد صاحب کی عمر ان سے زیادہ لمبی تھی اور بھی کئیوں کی طرف خیال گیا، حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے متعلق خیال گزرا کہ ان کی عمر لمبی تھی۔ ہر ایک کو ان کی پیدائش اور وفات کے لحاظ سے دیکھ لیا گیا ہے اور **حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نرینہ اولاد در اولاد یعنی وہ جو آپ کی ذرّیت میں سے ہیں اور مرد ہیں اُن میں سے کسی کو سوائے ان کے اتنی لمبی عمر نصیب نہیں ہوئی۔** پس یہ جو الہامات کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ خود بولتے ہیں کہ ہاں ہم اطلاق پا رہے ہیں تو یہ الہام بھی اس طرح بول رہا ہے کہ لازماً آپ کا ذکر تھا کیونکہ 'خلاف توقع' بات کی جا رہی تھی اور 'خلاف توقع' ایک ہی شخص کے متعلق پورا ہونا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آپ کے متعلق جو الہامات کا سلسلہ تھا وہ بہت پختہ اور ایسا یقینی تھا کہ کسی شخص کی خیال آرائی کا اس سے کوئی تعلق نہیں وہ لازماً پورا ہوا ہے۔

اب میں نماز کے متعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات ہیں دوبارہ ان کو شروع کرتا ہوں کیونکہ اب رمضان بھی آنے والا ہے اور ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اپنی نمازوں کو سنواریں اور یہ ضرورت آج کل کے حالات کی وجہ سے اور بھی زیادہ ہے۔ کیونکہ **ہمیں اگر دنیا کے فساد اور شر سے بچانے والی کوئی چیز ہے تو وہ نماز ہی ہے اور اس کے سوا اور کوئی صورت ہم کمزوروں کے بچنے کی نظر نہیں آتی۔** اور اس نماز کو سنواریں جس میں ہماری زندگی بند ہے۔ بعض لوگوں کو کہانیوں میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ گویا ان کی زندگی طوطے میں بند تھی جو ایک پنجرے میں بند تھا۔ اگر واقعۃً ایسی بات ہو سکتی تھی، جو نہیں ہو سکتی، تو یہ کہانیاں ضرور پیغام دے رہی ہیں۔ میرے نزدیک یہ کہانیاں یہی پیغام دے رہی ہیں کہ مومنوں کی زندگی بھی ایک خاص چیز سے وابستہ ہے اگر وہ اس کو زندہ رکھیں گے تو وہ بھی زندہ رہیں گے۔ پس دنیا کی کہانیوں میں تو طوطا ہے جس میں کسی کی جان بند تھی ہمارا طوطا ہماری نماز ہے۔ جب نماز مر گئی تو سب کچھ مر گیا، جب نماز زندہ رہی تو ہر مومن زندہ رہے گا کیونکہ نماز ہی سے زندگی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "روح اور جسم کا باہم خدا تعالیٰ نے ایک تعلق رکھا ہوا ہے اور جسم کا اثر روح پر پڑتا ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص تکلف سے رونا چاہے تو آخر اس کو رونا آہی جائے گا اور ایسا ہی جو تکلف سے ہنسنا چاہے اسے ہنسی آہی جاتی ہے"۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کوئی دنیا میں انکار نہیں کر سکتا۔ زور لگا کے اگر آپ رونے کی کیفیت طاری کریں گے تو رونا آہی جائے گا، زور لگا کر ہنسی کی کیفیت طاری کریں تو ہنسی آہی جاتی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان لوگوں کو مخاطب ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں رونا نہیں آتا نماز میں۔ آپ نے فرمایا تکلف کرو، کوشش کرو۔ اور یہ تکلف جائز ہے، یہ بناوٹ نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کو یاد کرنے کے لئے جو روح کی کیفیت ہے اس رونے میں مضمر ہے جو خدا کی یاد کے ساتھ آنا چاہئے۔ اگر وہ نہیں ہے تو یہاں تکلف ناجائز نہیں اور چونکہ اس تکلف کا اپنی ذات سے تعلق ہے، لوگوں کے سامنے منہ بنانے سے تعلق نہیں ہے اس لئے اسے ہرگز منافقت قرار نہیں دیا جا سکتا۔

فرماتے ہیں: "اسی طرح پر نماز کی جس قدر حالتیں جسم پر وارد ہوتی ہیں مثلاً کھڑا ہونا، رکوع کرنا، اس کے ساتھ روح پر بھی اثر پڑتا ہے"۔ یہ مضمون بیان فرمانے کے بعد پھر حضورؑ فرماتے ہیں: "جب انسان نیاز مندی کے انتہائی مقام پر پہنچتا ہے تو اس وقت وہ سجدہ ہی کرنا چاہتا ہے۔ جانوروں تک میں بھی یہ حالت مشاہدہ کی جاتی ہے۔ کتے بھی جب اپنے مالک سے محبت کرتے ہیں تو آکر اس کے پاؤں پر اپنا سر رکھ دیتے ہیں"۔ اب یہ مثال دیکھیں کتنی سچی مثال ہے۔ کتے بھی جب اپنے مالک سے محبت کا اظہار کرنا چاہتے ہیں تو اپنا سر اس کے پاؤں پر رکھ دیتے ہیں۔ میں نے بھی بچپن میں شکار کے شوق میں کتے پالے ہوئے تھے یا گھر کی حفاظت کے لئے اور اسی لئے آخر ان کو رخصت کرنا پڑا کیونکہ مجھے اس سے بڑی گھبراہٹ ہوتی تھی کہ وہ اپنی محبت کا اظہار میرے پاؤں چاٹ کر کیا کرتے تھے۔ اور کتوں کے چاٹنے سے جو انسان میں، مومنوں میں ایک طبعی کراہت ہے اس کی وجہ سے آخر مجھے ان کو رخصت کرنا پڑا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بات کے ساتھ مجھے وہ واقعہ یاد آگیا کہ بچپن میں میں نے خود دیکھا ہوا ہے جب مالک گھر میں داخل ہوتا ہے تو جب آپ کتوں سے پیار کرتے ہیں، ان کی روٹی کا خیال رکھتے ہیں، ان کی آسائش کا خیال رکھتے ہیں تو وہ دوڑ کر آکر پاؤں چاٹنے لگتے ہیں اور ایک قسم کا سجدہ کر دیتے ہیں مالک کو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "کتے بھی جب اپنے مالک سے محبت کرتے ہیں تو آکر اس کے پاؤں پر اپنا سر رکھ دیتے ہیں اور اپنی محبت کے تعلق کا اظہار سجدے کی صورت میں کرتے ہیں۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جسم کو روح کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے۔ ایسا ہی روح کی حالتوں کا اثر جسم پر نمودار ہو جاتا ہے۔ جب روح غمناک ہو تو جسم پر بھی اس کے آثار ظاہر ہوتے ہیں"۔ اس حقیقت میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اگر روح غمناک ہو تو اس کے نتیجے میں بہت سی جسمانی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ اور ہومیو پیتھی کا آج کل جماعت میں چرچا ہے سب ہومیو پیتھ جانتے ہیں اس اثر کو کہ اگر صدمے کے نتیجے میں فوری طور پر صدمے کا ازالہ نہ کیا جائے تو گہری تا زندگی چمٹ رہنے والی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حقیقت کو بھی سمجھتے تھے اور باوجود اس کے کہ ہومیو پیتھی سے کوئی تعلق نہیں تھا یہ ایک بنیادی حقیقت ہے کہ روح پہ صدمے کے اثر سے لازماً جسمانی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سوال کا جواب دیتے ہیں "کبھی نماز میں لذت آتی ہے اور کبھی لذت جاتی رہتی ہے اس کا کیا علاج ہے"۔

اس ضمن میں ایک بات تو میں یہ بتا دوں اور یہ ایک تنبیہ ہے کہ جس طرح لوگوں نے ہر طرف سے

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

نماز کے خطبات کے نتیجے میں اپنی نمازوں کی طرف توجہ شروع کی ہے مجھے بعضوں کے متعلق خدشہ ہے کہ وہ ضرورت سے زیادہ نہ کردیں اس کا دماغ پر اثر ہو سکتا ہے۔ بہت سے ایسے کمزور انسان ہوتے ہیں جو جلدی میں روحانی مراتب چاہتے ہیں اور کچھ دیر کے بعد ان کے دماغ کو یہ کوفت اتنی چڑھ جاتی ہے کہ خیالی مراتب کے تصور میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور رفتہ رفتہ وہ مذہبی جنونی بن جاتے ہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کی اس نصیحت کو کبھی نہ بھولیں کہ جو نیکی کا سفر ہے اس میں آہستگی رکھیں، آرام سے سفر کریں۔ کبھی قیلولہ بھی کر لیا کریں اور کبھی جب موسم خوشگوار ہو، جب خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسی ہوائیں چلیں کہ جب اس کی عبادت کی طرف خود بخود توجہ پیدا ہوتی ہے اس وقت زیادہ زور سے قدم ماریں۔ یہ طریق ہے جس پر چل کر انشاء اللہ کبھی کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور اسی عنوان سے میری توجہ اس طرف گئی ہے کہ بعض دفعہ ویسے ہی کبھی لذت آتی ہے کبھی چلی جاتی ہے اور یہ منافقت کی علامت نہیں ہے۔ انسانی فطرت ایک زور مارتی ہے پھر کچھ تھک کر آرام کرتی ہے۔ یعنی وہ لوگ جن کے جسم ہمیشہ نماز میں لذت نہیں پاتے ان کا تھکنا لازمی امر ہے اور یہ کسی بدی کی علامت نہیں ہے۔ یہ سالک جو ابتداء میں سفر کرتا ہے اس کو اسی طرح تجربہ ہوا کرتا ہے کہ دوام کے طور پر اپنی نماز کی حالت کو ایک جیسا نہیں رکھ سکتا۔

حضورؑ فرماتے ہیں: "ہمت نہیں ہارنی چاہئے بلکہ اس کے کھوئے جانے کو محسوس کرنے اور پھر اس لذت کو حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہئے"۔ فرمایا آپ کے ہاتھ سے کچھ کھویا گیا اگر آپ احساس رکھیں گے کہ کچھ کھویا گیا ہے تو یہ احساس بہت اہم ہے اور فکر میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے کہ کچھ کھویا گیا ہے۔ فکر میں مبتلا ہونے کی ضرورت تو ہے مگر اگر فکر میں مبتلا ہوتے ہیں تو وہ جو کھویا گیا تھا وہ پھر حاصل ہوگا، یہ مطلب ہے۔ فرماتے ہیں "جیسے چور مال اڑا کر لے جاوے تو اس کا افسوس ہوتا ہے"۔ اگر نماز میں لذت جاتی رہے تو افسوس ضرور کرنا چاہئے جیسے مال کے کھوئے جانے کا افسوس ہوتا ہے اور "پھر انسان کوشش کرتا ہے کہ آئندہ کو اس خطرے سے محفوظ رہے"۔ جب دنیاوی مال چور اڑا کر لے جائے تو جو دکھ ہوتا ہے اس کے نتیجے میں بعض دفعہ الارم لگائے جاتے ہیں، کھڑکیوں، دروازوں کو مضبوط کیا جاتا ہے تو حضور فرمارہے ہیں اس کا یہ نتیجہ نکلنا چاہئے کہ تم اپنی نماز کی حفاظت کے مزید سامان کرو۔ "اس لئے معمول سے زیادہ ہوشیاری اور مستعدی سے کام لیتا ہے۔ اسی طرح جو خبیث نماز کے ذوق اور انس کو لے گیا ہے اس سے کس قدر ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے"۔ جو خبیث لے گیا ہے، مراد ہے شیطان۔ جسمانی ڈاکہ مارنے والے بھی گندے لوگ ہوا کرتے ہیں مگر شیطان کو خبیث کہا گیا ہے اور فرمایا "جو خبیث نماز کے ذوق اور انس کو لے گیا ہے" اس نے گویا ڈاکہ مار دیا ہے اور وہ تمہاری نماز کی لذتوں کو لے اڑا ہے۔ "اس سے کس قدر ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے اور کیوں نہ اس پر افسوس کیا جائے"۔ جسمانی نقصان پر جس طرح آپ افسوس کرتے ہیں اگر روحانی نقصان پر اس طرح افسوس کریں تو اللہ تعالیٰ پھر وہ تقویت عطا کرتا ہے جس کے نتیجے میں آپ اپنی نمازوں کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

فرماتے ہیں: "وہ بے فکر اور بے غم نہ ہو۔ نماز میں بے ذوقی کا ہونا ایک سارق کی چوری اور روحانی بیماری ہے"۔ ایک چور نے آپ کی چیزیں اڑالی ہیں۔ "جیسے ایک مریض کے منہ کا ذائقہ بدل جاتا ہے تو وہ فی الفور علاج کی فکر کرتا ہے۔ اسی طرح پر جس کا روحانی مذاق بگڑ جاوے اسکو بہت جلد اصلاح کی فکر کرنی لازم ہے"۔ اب یہاں پہنچ کر جو پہلی مثال تھی اس کو چھوڑ دیا ہے اور عرف عام میں ایک ایسی بات کی ہے جو ہر ایک کی سمجھ میں واضح طور پر آسکتی ہے۔ وہ خبیث کی چوری کا جو ذکر ہے وہ ایک ایسا مفہوم ہے جو شاید آپ کا تصور اس کو پکڑ نہ سکے لیکن یہ بات آپ کو معلوم ہے۔ فرماتے ہیں بسا اوقات اچھا کھانا تو نصیب ہوتا ہے مگر اس کھانے کا ذوق جاتا رہتا ہے اور یہ ذوق کا جانا بیماری کے نتیجے میں ہوا کرتا ہے۔ اچھے سے اچھا کھانا آپ کے سامنے پیش ہو اگر آپ بیمار ہوں گے اور ذوق نہیں ہوگا تو کھانے کا کوئی مزہ نہیں آئے گا۔ پس یہ کھانے کا تو قصور نہیں ہے یہ تو کھانے والے کا قصور ہے۔ اس کی زبان کا قصور ہے جو اسے چکھ رہی ہے اور مزہ نہیں حاصل کر رہی۔ پس اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو نماز کا تجزیہ فرمایا ہے اس کو پیش نظر رکھیں۔

اس کے بعد فرماتے ہیں "حقیقی نماز"۔ "یاد رکھیں یہ نماز ایسی چیز ہے جس سے دنیا بھی سنور جاتی ہے اور دین بھی"۔ بہت سے لوگ ہیں جن کو سردست دنیا تو عزیز ہے نماز اتنی عزیز نہیں۔ اگر یہ بات اپنے پلّے باندھ لیں کہ نماز دین کے لئے نہیں دنیا کے لئے بھی ضروری ہے تو یہ بات ایسی ہے جس کو ہر مومن کو یاد رکھنا چاہئے۔ کیونکہ دنیا کی ضرورتیں تو لاحق ہیں ہی اس کو، ان کے لئے دیکھو کیا کیا تدبیریں کرتا ہے، کیا کیا کوششیں بجالاتا ہے۔ فرمایا: "نماز تو وہ چیز ہے جس کے پڑھنے سے ہر ایک طرح کی بدعملی اور بے حیائی سے بچایا جاتا ہے مگر جیسے کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں اس طرح کی نماز پڑھنی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ یہ طریق خدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا"۔ اِستعینُوا بِالصَّبرِ والصَّلوٰۃِ، یہ وہی مضمون ہے جو اس آیت سے تعلق رکھتا ہے جس کی میں نے تلاوت کی تھی۔

فرماتے ہیں: "خدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا"۔ پس نماز میں صبر کے ساتھ جو استعانت کی تلقین ہے اس کا مرجع بھی نماز ہی ہے۔ یعنی خدا سے صبر کے ساتھ اور استقامت کے ساتھ مدد مانگو مگر اول مدد یہ ہو کہ اللہ تمہیں نماز نصیب کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں، "جب تک انسان دعاؤں میں نہ لگا رہے اس طرح کا خشوع و خضوع پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے چاہئے کہ تمہارا دن اور تمہاری رات غرض کوئی گھڑی دعاؤں سے خالی نہ ہو"۔ جن لوگوں کے لئے نماز میں لمبا عرصہ کوشش ممکن نہیں یعنی ابھی ان کو اس کا سلیقہ نہیں آیا، ابھی اس کا بوجھ محسوس ہوتا ہے ان کا یہ علاج ہے۔ عام دن کی گھڑیوں میں جب وہ باقاعدہ نظم و ضبط میں باندھے ہوئے نہیں ہوتے وہ آزاد ہوتے ہیں سوچنے میں، چلنے پھرنے میں، ہر چیز میں، فرمایا اسی وقت بھی دعائیں کرو۔ جب بھی خیال آئے دعا کرو کہ اللہ جس طرح ہمیں اس ظاہری آزادی میں مزہ آرہا ہے اس پابندی میں بھی مزہ آجائے ج تیری خاطر برداشت کرتے ہیں۔ اور یہ آزادی پابندی دکھائی دے اور پابندی جس میں ہم تیرے حضور حاضر ہوں وہ آزادی دکھائی دے۔ یہ دعا ہے جس کو اگر آپ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نصیحت فرمائی ہے مانگیں گے تو الدّنیا سِجنٌ لِلمؤمِنِ وَجَنَّۃٌ لِلکافِرِ کے معنے آپ کو سمجھ آجائیں گے۔ اصل یعنی حقیقی معنے کہ مومن خود بھاگ بھاگ کر قید خانے میں دوڑتا ہے جس کو کافر قید خانہ دیکھ رہا ہے اور جس کو وہ جنت پاتا ہے اس سے گھبرا گھبرا کر وہ اپنے قید خانے کی طرف چلا جاتا ہے کیونکہ اس کی جنت وہاں ہوتی ہے۔ پس یہ بظاہر ایک متضاد بات ہے مگر وہ حدیث جس کا میں نے ذکر کیا ہے اس میں حقیقت میں یہی مضمون ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ تم بھی جنت میں چلے جاؤ۔ الدّنیا سِجنٌ لِلمؤمِنِ میں یہ نصیحت ہے کہ وہ سجن تو ہے مگر مومن کے لئے وہی ہے۔ مومن خود چاہتا ہے۔ اس پر کوئی جبر نہیں ہے۔ وہ سجن اس سے چھوڑا نہیں جاتا۔ بھاگ بھاگ کر قید خانوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ پس آج کے ایام جو رمضان کے قریب ہیں ان پر یہ حدیث اور بھی زیادہ شدت کے ساتھ اطلاق پائے گی کہ رمضان مبارک کی قید جو بظاہر قید ہے اس میں آپ باہر نکل کر دیکھیں گے تو دنیا طرح طرح کے عیش و عشرت میں مبتلا ہو گی اور پارکوں میں گند ہوگا، گلیوں میں گند ہوگا جہاں سے آپ گزریں گے نظر اٹھانا مشکل ہو گی اور آپ نے خدا کی خاطر ایک قید قبول کی ہو گی۔ یہی قید ہے جو دراصل جنت ہے اور وہ جنت جو انہوں نے بنائی ہوئی ہے وہ جہنم ہے۔ اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھیں تو آپ کا رمضان نسبتاً زیادہ آسانی اور سہولت سے گزرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اب نہایت ہی پیارے الفاظ میں تقویٰ کی تلقین کرتے ہیں کیونکہ تقویٰ ہی نماز کی جان ہے اور تقویٰ نماز کے ساتھ ساتھ ترقی کرتا ہے۔ اور ایسا گہرا تعلق ہے کہ نماز

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . *the worldclass fabric manufacturers*

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholsaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Please contact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

تقویٰ میں جان ڈالتی ہے، تقویٰ نماز میں جان ڈالتا ہے۔ فرمایا ”کل یعنی ۲۲ر جون ۱۸۹۹ء بہت دفعہ خدا کی طرف سے الہام ہوا کہ تم لوگ متقی بن جاؤ اور تقویٰ کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تمہارے ساتھ ہوگا“۔ ۲۲ر جون ۱۸۹۹ء بار بار یہ الہام ہوا ہے۔ اب تھوڑا عرصہ رہ گیا ہے اس صدی کے گزرنے میں اور اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام بار بار ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اگلی صدی کا گیٹ ہونا چاہئے۔ دنیا میں بھی بہت گیٹ سجائے جائیں گے جن سے گزر کر وہ اگلی صدی میں داخل ہو رہے ہونگے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ گیٹ عطا کیا گیا ہے جو تقویٰ کا گیٹ ہے اور جون ۱۸۹۹ء کا الہام ہے۔ پس بلا شبہ ہمارے لئے بھی آج یہی الہام ہے جو ہمارے حالات پر چسپاں ہو رہا ہے اور اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے ہمیں اس کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔

فرماتے ہیں، ”تم لوگ متقی بن جاؤ“ یہ الہام ہوا ہے بار بار، ”اور تقویٰ کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تمہارے ساتھ ہوگا“۔ **اگر اگلی صدی سے پہلے ہم عزم صمیم لے کر اس الہام کے سہارے سے داخل ہوں اور اس یقین سے داخل ہوں کہ خدا ہمارے ساتھ ہے تو ساری صدی ہماری، ساری دنیا ہماری ہے۔ جو خدا کی صدی ہے اور خدا کی دنیا ہے وہ انہی کی ہوگی جن کے ساتھ خدا ہے۔** اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”اس سے میرے دل میں بڑا درد پیدا ہوتا ہے“۔ اس الہام کے ساتھ بڑا دل میں درد پیدا ہوتا ہے۔ ”میں کیا کروں کہ ہماری جماعت سچا تقویٰ اور طہارت اختیار کر لے“۔ یہ کیفیت تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل کی آپ لوگوں کے لئے جو اس وقت اگلی صدی کے سر پر کھڑے ہیں۔ جو کیفیت اس وقت جماعت کے متعلق آپ کی تھی یہ اب بھی وہی کیفیت ہے اور ابھی بھی اس الہام کے تابع ہمیں مسیح موعود علیہ السلام کے دردناک دل کی دعائیں پہنچ رہی ہیں۔

پھر فرمایا: ”میں اتنی دعا کرتا ہوں کہ دعا کرتے کرتے ضعف کا غلبہ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات غشی اور ہلاکت تک نوبت پہنچ جاتی ہے“۔ تقویٰ کمانا آسان نہیں ہے، جن کو خدا نے امام بنایا تھا، آپ کے دل کی یہ کیفیت ہے۔ حقیقت میں اب جو میں یہ نظارے دیکھ رہا ہوں کہ جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی کثرت سے تقویٰ کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ایک ذرہ بھی میرے دل میں یہ وہم نہیں کہ یہ کچھ میری وجہ سے ہے۔ بلا شبہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ ہے۔ ہر صدی آپ کی ہے اور ہر صدی کے سر پر کھڑے ہو کر آپ بول رہے ہیں اور آپ کی زبان کی طاقت ہے جو خدا سے طاقت پاتی ہے پھر اگلی صدی متبرک ہو جاتی ہے اور اس میں نیکی کی لہریں دوڑنے لگتی ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں آپ ہی کی دعاؤں کے ساتھ میں آپ کو وہ عبارت پڑھ کر سناتا ہوں کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔

”جب تک کوئی جماعت خدا تعالیٰ کی نگاہ میں متقی نہ بن جائے خدا تعالیٰ کی نصرت اس کے شامل حال نہیں ہو سکتی“۔ اب یہ جو عبارت میں پڑھ کر سنا رہا ہوں یہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے ایک خط میں سے لی گئی ہے جو ۲۳ر جون ۱۸۹۹ء کو آپ نے لکھا اور الحکم میں یہ بعد میں شائع ہوا۔ آپ اسی مجلس میں موجود تھے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس رات کے الہام کا ذکر کیا۔ چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحب کی یہ تحریر ہے۔ جو الفاظ ہیں جس قدر ان کو یاد تھے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے الفاظ ہیں۔ فرمایا جو آیا ہے یہاں اس سے میں کہہ رہا ہوں۔ یہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے الفاظ میں ہے۔ فرمایا ”جب تک کوئی جماعت خدا تعالیٰ کی نگاہ میں متقی نہ بن جائے خدا تعالیٰ کی نصرت اس کے شامل حال نہیں ہو سکتی“۔

فرمایا ”تقویٰ خلاصہ ہے تمام صحف مقدسہ اور توریت اور انجیل کی تعلیمات کا“۔ اب اس میں تقویٰ کو اسلام سے خاص نہیں فرمایا گیا۔ فرمایا تقویٰ تو ہر مذہب کی جان ہے۔ یہ خیال نہ کرو کہ صرف اسلام ہی تقویٰ کی بات کرتا ہے۔ تمام مذاہب کی روح اور تمام مذاہب کی جان تقویٰ میں تھی۔ ”تقویٰ خلاصہ ہے تمام صحف مقدسہ اور توریت اور انجیل کی تعلیمات کا۔ قرآن کریم نے ایک ہی لفظ میں خدا تعالیٰ کی عظیم الشان مرضی اور پوری رضا کا اظہار کر دیا ہے“۔ فرمایا ”میں اس فکر میں بھی ہوں“۔ اب یہ غور سے سننے والی بات ہے۔ ”میں اس فکر میں بھی ہوں کہ اپنی جماعت میں سے سچے متقیوں، دین کو دنیا پر مقدم کرنے والوں اور منقطعین الی اللہ“ یعنی وہ لوگ جو اللہ کی خاطر دنیا کو تج دیتے ہیں اور خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں ان ”کو الگ کر دوں اور بعض دینی کام انہیں سپرد کروں اور پھر میں دنیا کے ہم و غم میں مبتلا رہنے والوں اور رات دن مُردار دنیا ہی کی طلب میں جان کھپانے والوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کروں“۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ خواہش بڑی شان سے پوری ہو رہی ہے اور کثرت سے وہ ہیں جو دنیا کمانے والے، دنیا میں جان کھپانے والے تھے مگر اب نہیں رہے۔ اور آپ کے دل کی بے قراری کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح قبولیت بخشی ہے کہ اب ان کو الگ کر کے باقیوں کو پیچھے چھوڑنے کی ضرورت نہیں رہی۔ مسلسل ان لوگوں میں سے وہ نکل رہے ہیں، ایسے لوگ نکل رہے ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمہ تن خدمت دین میں مصروف ہیں اور زیادہ سے زیادہ مصروف ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب لکھتے ہیں: ”رات کس درد سے حضرت امام فرماتے ہیں آہ اب تو خدا کے سوا کوئی ہمارا نہیں رہا“۔ یہ تقویٰ کے الہامات کا نتیجہ تھا جو رات کو ہو رہے تھے۔ کتنی گہری نظر ڈالی ہے۔ یہ خیال نہیں کیا کہ تقویٰ کی تعلیم ہے تقویٰ پہ انشاء اللہ ہم عمل کریں گے۔ یہ محسوس ہوا ہے کہ تقویٰ کے بغیر ہماری زندگی کا کوئی بھی سہارا اب نہیں رہا اور تقویٰ کی طرف توجہ اس لئے دی جا رہی ہے کہ اگر نہ دی تو کچھ بھی نہیں رہے گا۔ یہ غم تھا جو آپ کی جان کو لگ گیا۔ ”آہ اب تو خدا کے سوا کوئی ہمارا نہیں رہا۔ اپنے پرائے سب ہی اس پر تلے ہوئے ہیں کہ ہمیں ذلیل کر دیں۔ رات دن ہماری نسبت مصائب اور گردشوں کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ اب اگر خدا تعالیٰ ہماری مدد نہ کرے تو ہمارا ٹھکانہ کہاں“۔ یہی کیفیت بعینہٖ اس وقت پوری ہو رہی ہے۔

صرف پاکستان کا ذکر نہیں ہے دنیا میں ہر جگہ جہاں بھی جماعت ترقی کر رہی ہے رات دن لوگ اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور منصوبے بنا رہے ہیں اور طرح طرح کی جھوٹی باتیں جماعت کے اندر مشہور کر رہے ہیں کہ جس کے نتیجے میں ان ملکوں کی زمینیں ان پر تنگ ہو جائیں، جس کے نتیجے میں ان کے دوست دشمن ہو جائیں۔ یہ وہ کیفیت ہے جس سے بچنے کے لئے تقویٰ کی ضرورت ہے۔ پس آپ فرماتے ہیں: ”اب اگر خدا تعالیٰ ہماری مدد نہ کرے تو ہمارا ٹھکانہ کہاں“۔ پس میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ دنیاوی کوششوں کو بجالانے کی طرف محض اس حد تک توجہ کریں کہ امتثال امر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ امر فرمایا ہے کہ دنیا کی کوششیں بھی تم نے ضرور کرنی ہیں۔ محض اس خیال سے جس حد تک ممکن ہوتا ہے ہم کوشش کرتے ہیں۔ ہر تدبیر کو بروئے کار لاتے ہیں لیکن کبھی ایک لحہ کے لئے بھی ان تدبیروں پر توکل نہیں ہوتا کیونکہ ان تدبیروں میں جان خدا نے ڈالنی ہے اور اگر غور سے دیکھیں تو وہ تدبیریں وہی ہیں جو آسمان سے اترتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی دل میں ڈالتا ہے۔ پس تدبیروں پر انحصار نہیں۔ تدبیروں پر عمل اس لئے ضروری ہے کہ خدا نے سُجھائی ہیں اور یہ مضمون قرآن کریم میں مختلف صورتوں میں بیان ہوا ہوا ہے کہ اِنَّھُم یَکِیدُونَ کَیداً و اَکِیدُ کَیداً۔ کہ دشمن تدبیریں کرتا ہے خدا قادر مطلق ہے چاہے تو ایک عذر سے ان کی ساری تدبیریں ملیامیٹ کر دے۔ مگر فرمایا اَکِیدُ کَیداً میں بھی تدبیر کرتا ہوں۔ کچھ وہ تدبیر ہے جو آسمان پر از خود حرکت میں آجاتی ہے اور ہمیں دکھائی نہیں دیتی لیکن پوری ہو کر رہتی ہے۔ کچھ وہ تدبیر ہے جو آسمان سے دلوں پر اترتی ہے اور اس کا کچھ ذکر میں نے کل کے ہندوستان کے خطاب میں بھی کیا تھا کہ وہ تدبیریں ہم اس لئے بجالاتے ہیں ان تدبیروں کے احترام کے ساتھ، ان کو چومتے ہوئے کہ وہ اللہ تعالیٰ دل میں ڈالتا ہے۔ اور اَکِیدُ کَیداً کا یہ بھی ایک مضمون ہے کہ دشمن جو تدبیریں کر رہا ہے اس کے مقابل پر میں بھی اپنی جماعت کو یعنی خدا والوں کو تدبیریں سکھاؤں گا اور ان کے دلوں پہ تدبیریں الہام کروں گا اور ان تدبیروں میں برکت ڈالوں گا۔ پس ان تدبیروں کو بجالانا اس لئے بھی ضروری ہے کہ ایک تو امتثال امر کا معاملہ ہے۔ ایک یہ کہ اللہ نے اتاری ہیں۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت ایسی ساری تدبیروں کو بڑی کوشش اور ہمت اور دعا کے ساتھ بروئے کار لائے گی جو میری طرف سے ان کو بھیجی جاتی ہیں۔ اور سب دنیا میں ان تدبیروں کو بھجوانے کا ایک سلسلہ جاری ہے۔ ان کو عزت کے ساتھ قبول کریں ان کو دنیاداری نہ سمجھیں۔ جان لیں کہ یہ تدبیریں اللہ نے عطا فرمائی ہیں اور پورے احترام کے ساتھ ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ پس اس نصیحت کے ساتھ میں آج کے اس خطبے کو ختم کرتا ہوں اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ انشاء اللہ اس پر پوری طرح عمل کریں گے۔

EURO ENTERPRISES

Sole agents for EEC , Specializing from China & Far Eastern Markets

(Listed with over 100 manufacturers for distribution rights)

Products in hand available:

1. 16" Standing Fan (U.K./ CE)	£=12-00
2. Window type A/C Units	£=199-00
3. Solar Caps	£=3-25
4. Toys from	£=1-00

Also seeking distributors/wholesalers & sales persons in various markets

CONTACT: Mr. M.S.Ahmad –175 Merton Road London SW18 5EF

Telephone: 0181-333-7000 Fax: 0181-874-9754

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

ایک قوم کو دوسری قوم سے تمسخر پر انتباہ کیا گیا ہے اور خصوصیت کے ساتھ عورتوں کو کیونکہ ان میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے کہ خاندانی تفاخر یا دولت کی وجہ سے دوسروں کو نظر تحقیر سے دیکھنے لگتی ہیں۔ یہ کمزوری اس وقت بھی پائی جاتی تھی اور بالعموم ایسے نام رکھ دینا اور طنز کرنا اور اشاروں سے کسی شخص کا نام پکارنا نہایت مکروہ حرکت ہے۔ حضور نے فرمایا یہ عادت ارد گرد سکولوں میں بہت پائی جاتی ہے خاص طور پر نسلی امتیاز والے علاقوں میں۔ اس سے پرہیز بہت ضروری ہے۔ یہ آیت یہ بیان کر رہی ہے کہ اگر تم یہ نام رکھو گے تو ایمان کے دعوے کے باوجود عملاً ایمان کے دائرے سے باہر نکل جاؤ گے۔ اگر اس اعلان عام کے بعد بھی توبہ نہ کرو گے تو یہی لوگ خدا کے نزدیک ظالم لکھے جائیں گے۔ ایک اور آیت معاشرتی پہلو پر روشنی ڈال رہی ہے۔ حضور انور نے سورۃ النور کی آیت نمبر ۲۸ تلاوت کی جس میں ذکر ہے کہ اے مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک اجازت نہ لے لو (داخل ہونے سے پہلے) ان گھروں میں بسنے والوں کو سلام نہ کر لو یہ تمہارے لئے اچھا ہوگا اور اس فعل کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم نیک باتوں کو ہمیشہ یاد رکھو گے۔ حضور نے فرمایا آج کل مغربی تہذیب میں تو یہ اطوار ملتے ہیں اور قرآن مجید نے ۱۴۰۰ سال پہلے ان کا حکم دے دیا تھا۔ اگر اس تعلیم پر عمل ہو تو تالا بھی لگانے کی ضرورت نہیں۔ حضور نے قدرے تأسف سے فرمایا کہ ہمارے ہاں جس حد تک اثر ہونا چاہئے وہ نہیں ہے لیکن ان ممالک میں ملتا جلتا معاشرہ قائم ہے۔ مشرقی دنیا میں یہ بیماری عام ہے کہ جوتی پہنی اور گھر گھر گھومنا شروع ہو گئیں۔ ہمارے ہاں تو پہرہ دار ہیں اس لئے اندر نہیں آ سکتیں لیکن ہر ایک کو تو پہرے دار میسر نہیں۔ قرآن مجید نے ۱۴۰۰ سال پہلے کتنی اچھی تعلیم نازل کر دی تھی۔ اس لئے یہ باتیں یاد رکھیں۔ پہلے فون پر بات کر کے اجازت لیں، اجازت ملے تو جائیں، گھر میں داخل ہوتے وقت سلام ضرور کریں۔

اسی طرح سورۃ النور میں مردوں کے لئے نظریں نیچی رکھنے کا حکم بیان ہے کہ یہ تمہاری پاکیزگی کے لئے بہت اہم ہے۔ حضور نے فرمایا: سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ والی آیت کے تعلق میں بہت سی احادیث شان نزول کے بیان میں ایسی ملتی ہیں جو قرآن کریم کے ظاہر منطوق کے خلاف اثر پیدا کرتی ہیں اور اسراء اور معراج کے متعلق غلط راہ پا گئی ہیں۔ حضور نے فرمایا یہ آیت یہ کہہ رہی ہے کہ اللہ اپنے رسول کو ساتھ لے کر چلا اور وہ صفاتی جلوہ ایسا ہے جو کسی اور کو نہیں دکھایا گیا اور یہ سفر بھی صفاتی تھا اور جس مسجد اقصیٰ کا ذکر ہے وہ تو اس وقت وجود میں ہی نہیں تھی۔ اس سلسلے میں صرف وہ حدیثیں درست ہیں جو مسجد اقصیٰ کے مضمون کو بیان کرتی ہیں کہ آنحضرتؐ کے پیچھے تمام انبیاء نے نماز پڑھی اور یہ مضمون اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ کے مضمون سے مطابقت رکھتا ہے۔ یہ روحانی مقام ہے۔ جب آنحضرت ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا تو تمام انبیاء نے آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی۔ ایسی حدیثوں کو جو اس آیت کے مطابق ہوں ان کو عزت کی نظر سے دیکھنا چاہئے۔ اس جگہ مسجد اقصیٰ کوئی ظاہری مسجد نہیں تھی۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے لئے کتنی بڑی مسجد ہونی چاہئے۔ لیکن روحوں کے لئے مادی مسجد کی ضرورت نہیں۔ آنحضرت ﷺ کے پیچھے جو نماز پڑھی وہ روحانی تھی۔ اسراء میں آئندہ زمانے کے لئے پیشگوئی تھی جو پوری ہونی تھی جب اسلام کا دیگر ادیان پر غلبہ ہونا تھا۔

اس کے بعد مواقع نزول کے سلسلے میں حضور ایدہ اللہ نے سورۃ جن کا ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ اس سلسلے میں آپ کو بہت سی شان نزول کی روایتیں ملیں گی۔ اب وہ کون سے جنّ تھے جو بھیس بدل کر اس وقت قرآن سنتے تھے کہ آنحضرتؐ کو پتہ نہ تھا۔ تاریخی لحاظ سے بعض روایات کا تتبع کیا گیا ہے اور افغانستان کی بعض تاریخوں میں ہے کہ انہوں نے کچھ گروہ آنحضرت ﷺ کی طرف روانہ کئے تاکہ وہ جائزہ لیں کہ عرب کے دعویدار کا کیسا دعویٰ ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ لوگ آنحضرتؐ سے ملنا چاہتے ہوں اور آپؐ ان سے علیحدگی میں ملے ہوں۔ تاریخ افغانستان سے ثابت ہے کہ یہ لوگ آنحضرت ﷺ کے پاس گئے اور واپس آئے اور پھر ایمان بھی لائے۔

جنگی حکمت عملی کے متعلق حضور انور نے سورۃ آل عمران کی آیات ۱۲۲، ۱۲۳ تلاوت فرمائیں کہ اس وقت کو یاد کرو جب آپ اہل بیت سے صبح صبح نکلے اور صحابہ کو ان کی کھڑے ہونے کی پوزیشن بتا رہے تھے۔ ان حالات کو دیکھ کر تمہارے دو گروہ بزدلی دکھانے پر تیار ہو گئے حالانکہ اللہ ان کا دوست تھا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ بھی ان آیات میں سے ہے جن میں ستاری کا پردہ ڈالا گیا ہے۔ کمزوری کے باوجود اللہ نے حسن سلوک کیا اور اللہ کی ولایت نے پردہ ڈال دیا۔ حضور نے فرمایا کہ صبح صبح گھر سے نکل کر سب کو جگہیں بتانا بہت محنت کا کام ہے۔ دیکھیں کس تفصیل کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی زندگی کا ایک دن دکھایا گیا ہے۔ اسی طرح فرشتوں کے اترنے اور مدد دینے کے تعلق میں بھی کسی شان نزول کے تصوّن کی ضرورت نہیں۔ قرآن کریم کی مراد یہ ہے کہ قانون قدرت کو محمد رسول اللہ ﷺ کی افادیت میں لگا دیا گیا اور تائید میں چلا دیا گیا۔ اور یہی مراد ہے فرشتوں کے نزول سے۔ کائنات میں مقرر کردہ فرشتوں نے ہواؤں کو آنحضرتؐ کے حق میں چلا دیا۔ آپ کی دعاؤں اور قتال میں فرشتوں کی حمایت شامل تھی۔ اور یہی معنے ہیں وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی کے کہ اللہ کی تقدیر کے تابع تو نے مٹھی چلائی اور اس مٹھی کے چلاتے ہی کائنات کا تمام نظام تیری تائید میں ہو گیا اس لئے کہ خدا کا ارادہ تھا۔ پس گویا کہ وہ مٹھی خدا نے چلائی۔ پس قوانین مومنین کی تائید میں مسخر کئے جاتے ہیں اور دشمن کے خلاف چلائے جاتے ہیں۔ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ حادثتاً ہوائیں ایسی چل پڑتی ہیں گویا کہ وہ صاحب شعور ہیں۔

بدھ، ۲۱/ جنوری ۱۹۹۸ء:

آج درس القرآن نمبر ۱۹ میں بھی مواقع نزول کا بیان جاری رہا۔ حضور نے سورۃ الاحزاب کی آیات ۲۷ اور ۲۸ تلاوت فرمائیں جن میں حملہ آور مشرکین اور یہودی قبیلے کی عہد شکنی کا ذکر ہے جس کے نتیجے میں وہ جو کہ مسلمانوں کی اذیت کا باعث تھے وہاں سے نکال دئے گئے اور اس کی وجہ وہ خود بن گئے جنہوں نے عہد شکنی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس موقع نزول کو بیان کر دیا ہے اور کئی یہودیوں نے اقرار کیا ہے کہ وہ اس بات کے مستحق تھے کہ انہیں نکال دیا جائے۔ اب اگر کوئی بھی حدیث جو اس واقعہ نزول سے تعلق رکھتی ہے وہ اس frame work کے اندر رہنی چاہئے۔ قرآن مجید کے شدید سے شدید معاندین اس بات کے اقرار پر مجبور ہیں کہ جب قرآن مجید اتارا جا رہا تھا اور جب قرآن مجید نے تاریخ کو منضبط کیا ہے تو وہ تاریخ بالکل ٹھیک اور سچی ہے۔ یہ مستشرقین کا آخری نتیجہ ہے۔ آنحضرت ﷺ پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے ہیں کہ آپ خود کہانیاں گھڑ لیا کرتے تھے۔ لیکن آپ پر ایمان لانے والے اگر اپنی آنکھوں سے ان واقعات کو واقع ہوتے نہ دیکھتے تو بھاگ جاتے اور کوئی آپ پر ایمان پر قائم نہ رہتا۔ پس ان آیات کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ واقعات قطعی طور پر ایسے ہی وقوع پذیر ہوئے۔

جنگ احزاب میں دشمن کا چاروں طرف سے حملہ کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے پاس رہنے کی کوئی جگہ نہ رہے۔ جائیدادوں اور ملکیتوں سے محروم ہو جائیں۔ لیکن نتیجہ اسکے برعکس نکلا۔ اللہ تعالیٰ نے دشمن سے بد عہدی کروا کر مسلمانوں پر احسان کیا اور روزمرہ کی مصیبت سے نجات دلائی۔ اور ساری غربت کی ضرورتیں جو جنگ احزاب میں پہلے سے بڑھ گئی تھیں جنگ احزاب نے ہی دور کر دیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر ان واقعات کی چار دیواری کے حدود کے اندر کوئی شان نزول کی حدیثیں ملتی ہیں تو سو بسم اللہ ورنہ یہ آیات ہی کافی ہیں۔

پھر سورہ فتح کی آیات ۱۹، ۲۰ کا ذکر ہوا۔ قرآن مجید فرماتا ہے، لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ.........الخ۔ یہاں دو باتیں پیش نظر رکھنے والی ہیں۔ ایک اللہ ان سے مکمل طور پر راضی ہو گیا جن سے آپؐ درخت کے نیچے بیعت لے رہے تھے۔ حضور انور نے فرمایا لیکن ہمارے شیعہ بھائی ان سے مکمل طور پر ناراض ہو گئے۔ یہ وہ صحابہ تھے جن کی خدا تعالیٰ نے حفاظت فرمائی اور ان کے خلاف کسی قسم کی شان نزول کی روایت قبول نہ ہوگی۔ اس آیت میں صرف وقتی رضا ہی نہیں بلکہ دائمی خوشخبری کا وعدہ ہے۔ فتح مکہ نے سارے شیعہ مسائل حل کر دئے۔ حضور انور نے فرمایا شان نزول کی جو میں باتیں بیان کر رہا ہوں ان میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ اس جنگ میں بہت سی مغانم بھی ہاتھ آئیں اور پھر انہوں نے اعتراض کیا کہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے حقوق غصب کر لئے گئے اور دوسرے صحابہ کو دے دئے گئے۔ یہ آیت کہتی ہے کہ اللہ نے وہ حقوق عطا کئے اور وہ اس کے احکام کے مطابق دئے گئے۔

سورۃ الممتحنہ آیت ۱۳ میں عورتوں کی بیعت کے الفاظ کا ذکر ہے اس میں بھی کسی شان نزول کی ضرورت نہیں۔ قرآن کی کھلم کھلا تعلیم ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے عورتوں کی طبیعت کے لحاظ سے بعض کمزوریوں کو بیعت کے الفاظ سے ڈھانک لیا ہے۔ اس زمانے کے لحاظ سے بعض برائیاں عام تھیں۔ یہ آیت خود بتا رہی ہے کہ پس منظر میں ارد گرد جو عورتیں تھیں ان کی کیا عادات تھیں اور عرب معاشرے کا کیا حال تھا کہ جب مومن عورتیں تیرے پاس تیری بیعت کے لئے آئیں تو مومن عورتوں کی اس ذہنی کیفیت کی طرف اشارہ ہے جو بیعت سے پہلے ہوتی ہے کہ وہ ہرگز کسی صورت میں بھی اللہ کا شریک نہ ٹھہرائیں گی۔ نہ چوری کریں گی، نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی۔ حضورؒ نے فرمایا اولاد کا قتل ماں باپ دونوں کی طرف منسوب ہوتا ہے لیکن ایک خفیہ قتل بھی ہو سکتا ہے یعنی خاوند کی اجازت کے بغیر abort کروا دیں۔ آج کل کی فضا میں ایسے معاملات سامنے آتے رہتے ہیں۔ دوسرے زیادہ لاڈ پیار سے بھی اولاد کو تباہ نہیں کریں گی۔ حضور انور نے فرمایا جب بھی عورتیں جھگڑتی ہیں منٹوں میں فرضی قصے دہرائے جاتے ہیں۔ تحقیق پر پتہ چلتا ہے کہ اب غصہ کسی اور بات کا ہے اور پرانی تہمتیں لگائی جا رہی ہیں۔ اور پھر اقرار بھی کر لیتی ہیں کہ ہاں ہم نے مبالغہ آرائی سے کام لیا تھا۔ تو آج بھی ایسے واقعات اور رجحانات پائے جاتے ہیں۔ جب غصہ میں آجاتی ہیں تو بیٹھے بٹھائے افتراء باندھ دیتی ہیں اور اس میدان میں مردوں کو کہیں پیچھے چھوڑ گئی ہیں۔ پھر فرمایا ہے کہ "اور معروف میں تیری نافرمانی نہیں کریں گی"۔ لفظ معروف پر اعتراض کیا جاتا ہے جو شرائط بیعت میں بھی داخل ہے۔ مراد یہ ہے کہ شریعت کے احکام سے بڑھ کر ان میں بھی اطاعت کا حکم ہے۔ اب یہ عورتوں اور مردوں کے لئے عام ہے۔ اچھی بات میں امام کی اطاعت کرو۔ وہ اچھی سمجھ کر کہتا ہے تو اسے قبول کرو۔ وہ تمہیں کبھی بھی شریعت کے خلاف حکم نہیں دے گا۔ "فَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ" جو استغفار کے لفظ ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ بیعت اکیلی کافی نہیں جب تک اس کو تقویت دینے کے لئے آنحضرت ﷺ استغفار نہ کریں۔ آپؐ کا استغفار ضروری ہے اور آپؐ کا استغفار قیامت تک جاری ہے۔ اور آج تک کام کر رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ اکثر عورتوں کے فطری تقاضے ہیں اور اس زمانے کی عورتوں کی پردہ پوشی ہو گئی۔

آیات کے مواقع نزول کے سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے حضور انور نے سورۃ الفتح کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں جن میں ذکر ہے کہ ہم نے تم کو ایک کھلی کھلی فتح بخشی ہے۔ اور اللہ جو گناہ اب تک نہیں ہوئے لیکن آئندہ ہونے کا صرف ایک فرضی احتمال ہے ان کو بھی ڈھانک دے گا۔ اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا۔ اور تجھے سیدھا راستہ دکھائے گا اور شاندار مدد کرے گا۔ حضور نے فرمایا اب حج کے نتیجے میں تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن یہاں اس موقع پر آنحضرت ﷺ کو حج کرنے سے روک دیا گیا تو یہ آیت بیان کر رہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس نہ کئے ہوئے حج کو اس شان سے قبول کیا جیسے کبھی کسی کا حج قبول نہیں ہوا اور خدا کی طرف سے ماضی اور مستقبل یعنی ساری زندگی کا تحفظ حاصل ہو گیا۔ قرآن مجید ایسا شاندار نکتہ بیان کر رہا ہے جسے کسی شان نزول کی ضرورت نہیں۔

بیعت رضوان کرنے والوں کی نہ دیکھے جانے والے لشکروں کے ساتھ مدد کئے جانے کی تشریح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا یہاں جنود کا لفظ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ قانون کائنات کو چلانے کی خدا تعالیٰ نے ایسی Police Force بنائی ہے جو اسے چلاتی اور نافذ کرتی ہے۔ ایسے جنود کی مدد کا وعدہ ان کے جنت میں داخل ہونے تک کے لئے ہے۔ سورہ الفتح کی یہ آیات شیعوں کے تمام اعتراضات کو رد کر دیتی ہیں۔ وہ تمام صحابہ جو بیعت رضوان میں داخل تھے قیامت تک خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ مجھ پر فرض ہے کہ میں انہیں جنت میں داخل کروں اور نیکیوں میں بڑھتے رہیں اور ان کی اگر کوئی برائی رہ بھی گئی تھی تو اسے دور کر دیا۔ حضور انور نے فرمایا پس ان آیات کو پلے باندھیں کہ یہ شیعوں کے خیالات کا قلع قمع کرتی ہیں۔ وہ برائیاں جو یہ لوگ حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ وغیرہ اصحاب پر لگاتے ہیں وہ خود ان پر پڑیں گی اور وہ لوگ جن سے خدا نے جنت تک کا وعدہ کیا ہے وہی سچے ہیں۔

منافقین کے حالات کا ایک نقشہ قرآن مجید نے اس طرح کھینچا ہے کہ اعراب میں سے وہ لوگ جو جنگ تبوک میں مختلف عذر رکھ کر نہ گئے اور کہتے تھے کہ ہمیں ہمارے اہل و عیال نے مشغول رکھا اس لئے آپ ہمارے لئے استغفار کریں۔ وہ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں اور یہ بہانہ خوریاں صرف غنائم کے حاصل کرنے پر اصرار کی وجہ سے تھیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس طرح کے استغفار کے مطالبے کا عذر آج بھی جاری ہے۔ وہ منافقین جو جماعت کو دھوکہ دینے والے ہیں اور اپنے اموال کے لئے جھوٹے بہانے تراشتے ہیں وہ سارا بوجھ مجھ پر ڈال دیتے ہیں کہ ہم تو ٹھیک ہیں اب آپ کے استغفار کی ضرورت ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی فراست بخشی ہے کہ ان کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں۔ لیکن استغفار کرنا بھی پڑتا ہے۔ میں دل کا حال تو نہیں جانتا۔ ان آیات کی روشنی میں استغفار کرتا بھی ہوں لیکن دل میں ایک خلا اور خوف سا رہتا ہے کہ یہ استغفار قبول نہیں ہوگا۔ اور کبھی ایسے لوگ بھی سامنے آجاتے ہیں جن کی کایا پلٹ جاتی ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

قبول احمدیت کی کہانی اپنی زبانی

(فیروز الدین امرتسری - ربوہ)

خاکسار کے آباؤ اجداد ہندو بنسی خاندان منہاس راجپوت تھے جن میں سے ایک بزرگ حضرت ماہی مرحوم نے حضرت شمس الدین تبریز رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کر کے اسلام قبول کیا تھا۔ ہمارے خاندان میں پیر پرستی اور گیارھویں کے ختم وغیرہ کی بدرسوم پائی جاتی تھیں۔ ہمارے بزرگ گردش زمانہ کی وجہ سے کشمیر سے ہجرت کر کے سکھوں کے علاقہ ماجھ میں آگئے تھے۔ اراضی تھوڑی تھی اس لئے کاشت کار کم اکثر تاجر پیشہ تھے۔ سپاہ گری کا جذبہ بھی ان میں موجزن تھا۔ میرے والد مکرم چوہدری فقیر محمد صاحب اپنے علاقہ منڈی مویشیاں کے مشہور و معروف تاجر تھے اور کئی انعام بھی لے چکے تھے۔ بدقسمتی سے تجارت میں ہزار ہا روپیہ کا نقصان ہونے سے مالی حالت کمزور ہو گئی تھی۔ میری پیدائش اندازاً ۱۹۱۸ء میں موضع ادھونگل ضلع امرتسر انڈیا میں ہوئی تھی۔ ہمارا گاؤں سکھوں کے گڑھ میں تھا۔ حصول تعلیم میں مشکلات تھیں اسی وجہ سے ۱۹۳۱ء میں صرف مڈل تک تعلیم حاصل کر سکا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحت اچھی تھی۔ کھیلوں میں حصہ لینا، کشتی، کلائی پکڑنا، کبڈی، والی بال اور گھڑ سواری میرا محبوب مشغلہ تھا۔ ۱۹۳۲ء میں کریانہ سٹور کھولا۔ بعدہ محکمہ حفظان صحت امرتسر میں ملازم ہو گیا۔ مکرم گیانی محمد الدین صاحب المعروف بہادر سنگھ صاحب مبلغ اچھوت اقوام کی ہمدردانہ توجہ اور تبلیغ سے تحقیق کا موقعہ ملا۔ مزید تسلی کے لئے گھوڑے پر سوار ہو کر قادیان گیا۔ وہاں کی روحانی کشش، محبت و پیار کی فضا اور اخلاقی گفتگو سے بہت متاثر ہوا۔ قادیان سے جو لٹریچر آتا پڑھ کر دوسروں کو دے دیتا۔ کچھ عرصہ بعد مزید تحقیق اور تلاش حق کے لئے مکرم گیانی صاحب مذکور کے ذریعہ اراضی راجپورہ نزد پھیرو چیچی میں بطور منشی کام کرنے کا موقعہ ملا۔ وہاں مکرم مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان کے رشتہ دار مرزا شجاع بیگ آف پٹی نابینا کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سناتا رہا۔ سلسلہ کی کتب کا مطالعہ کرنے سے حق کھل گیا۔ بالآخر سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر ۱۹۳۵ء میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گیا۔ الحمدللہ۔ بیعت کی منظوری پوسٹ کارڈ پر ملی تھی۔

میرے قبول احمدیت پر گاؤں اور علاقہ میں مخالفت کی آگ لگ گئی اور میرے گھر میں صف ماتم بچھ گئی۔ لوگ جوق در جوق اظہار افسوس کے لئے آتے اور طعنہ زنی کرتے۔ غرضیکہ از حد مخالفت ہوئی۔ نزدیک کوئی احمدی نہ تھا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی اختیار کرنے پر دوست رشتہ دار اور علماء سے بحث ہونے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ سب منہ کی کھا کر جاتے تھے حتیٰ کہ گاؤں کے نام نہاد ملاں کچھ دوستوں کو ہمراہ لے کر نزدیک کے گاؤں سے میرے استاد مکرم مولوی ظہور رتی صاحب کو ہمارے گاؤں میں لے آئے۔ مولوی صاحب نے بڑے پیار اور محبت سے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ سمجھدار ہو، عقل پر پردہ پڑ گیا ہے۔ میں نے انہیں ادب اور جرأت سے کہا کہ میں قرآن کریم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرتا ہوں آپ ایک آیت ہی حیات مسیح علیہ السلام کی بتا دیں میں آپ کے ساتھ ہوں۔ جس آیت کا مطلب آپ آسمان پر لیتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمین پر آجانے سے وہ آیت نکال دینی چاہئے۔ آیت نکال دینے سے قرآن کریم نامکمل ہو جائے گا حالانکہ قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لی ہوئی ہے۔ جب تک آیت مذکورہ قرآن کریم میں موجود ہے میرا چیلنج ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نہیں آسکتے۔ ایک شخص بولا کہ اس کا حقہ پانی بند کر دو۔ میرے بھائیوں نے کہا کہ یہ حقہ تو پیتے ہی نہیں اور پانی گھر میں ہے۔ یہ کوئی سمجھانے کی دلیل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کامیابی کے ساتھ دلیل سے ثابت قدمی دکھانے کا شرف بخشا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دعاؤں کا ثمر تھا ورنہ من آنم کہ من دانم۔

ہر احمدی علمی دلائل سے واقف ہو کر اگر تقویٰ جرأت اور قربانی کا ملکہ پیدا کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر میدان احمدی کا ہوتا ہے۔ دینی اور دنیوی علوم میں ترقی کرنے کا راز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں اور سلسلہ کے لٹریچر کے مطالعہ میں ہے۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ دلائل کے مقابلہ میں مخالف نادم ہو جاتے ہیں۔

لے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

مکرم گیانی صاحب مذکور کے مشورہ اور تحریک پر خاکسار قادیان گیا اور صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے زیر سایہ خدمت کا موقعہ نصیب ہوا۔ حضرت میاں صاحب مرحوم اور حضرت سیدہ بو زینب بیگم رضی اللہ عنہا نے والدین سے بڑھ کر پیار کیا۔ اور احمدیت کا خادم بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر برکتیں اور رحمتیں نازل فرماتا رہے۔ اَللّٰھُمَّ آمین۔

خدا کے فضل سے صحت بہت اچھی تھی۔ ۱۹۳۶ء میں ۱۵ پنجاب رجمنٹ احمدیہ کمپنی آئی ٹی ایف میں بھرتی ہو گیا۔ ۱۹۴۱ء میں بٹالین ریگولر ہو گئی۔

۱۹۴۷ء میں ملٹری سروس سے فارغ ہو کر اپنے گاؤں میں آگیا۔ دوستوں اور رشتہ داروں اور اپنے علاقہ میں دعوت الی اللہ کا کام کرنے لگا۔ مقابلہ میں آنے والے علماء کا علمی محاسبہ کر کے، جن میں سے اکثر جمعراتیے اور شب براتیے ہوتے تھے انہیں قولاً لیناً کے ماتحت نرمی، پیار، محبت، اخلاص اور دلائل سے پیغام حق پہنچاتا رہا جس کا خدا کے فضل سے سامعین پر اچھا اثر ہوتا۔

میری شادی میری ماموں زاد سے ہوئی تھی۔ علاقہ کے علماء کے اکسانے پر میرے ماموں صاحب نے میری اہلیہ صاحبہ کو گھر بٹھا رکھا تھا۔ دو سال کے بعد خود قادیان آکر اس شرط پر چھوڑ گئے کہ تم جو مرضی ہو جاؤ ہماری بچی کو مرزائی نہ کرنا۔ میں نے کہا اگر یہ خود احمدی ہو گئی تو میں روک نہیں سکتا۔ جلد ہی وہ بھی احمدی ہو گئیں تو ان پر بھی ابتلاء کا دور شروع ہو گیا۔ شروع میں یکے بعد دیگرے پانچ بچے کمسنی میں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ یہ دنیا دار الابتلاء ہے۔ ۱۹۴۰ء میں کلکتہ سے رخصت پر آیا ہوا تھا کہ ان دنوں ایک بچہ چھوٹی عمر میں فوت ہو گیا۔ گاؤں کے تماش بین اور ملاں اکٹھے ہو کر آئے۔ میں نے بچہ کو اپنے ہاتھ سے نہلایا۔ ملاں کے ناراض ہونے پر مکرم والد صاحب بھی جو غیر از جماعت تھے ناراض ہو گئے۔ سب گاؤں والے دیکھ رہے تھے افسردگی میں زمین پر بیٹھ گیا۔ ملاں نے جنازہ پڑھایا میت کو اٹھا کر قبرستان میں لے گئے، بچہ کو اپنے ہاتھ سے لحد میں رکھا۔ گھر میں واپس آکر سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت بابرکت میں دعائیہ خط لکھا۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ کا قادیان سے علاج کروایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم اور پیارے آقا سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی دعاؤں سے دو بچے، پانچ بیٹیاں ہیں جو کہ سب شادی شدہ اور اپنے گھروں میں آباد، صاحب اولاد اور سلسلہ کا کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور ہر قسم کے شر سے بچائے اور نسل در نسل سب کو خادم خلافت بنائے۔

۱۹۴۷ء میں خاکسار فوج سے پنشن پر آگیا۔ اپنے گاؤں میں دار التبلیغ کھول کر اس کے ساتھ تجارت کا کام شروع کر دیا۔ ان دنوں پاکستان بننے کی بناء پر چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ کچھ لوگ آپس میں کہتے کہ یہ احمدی اور فوجی ہے اور قادیان میں جمعہ کے لئے جاتا ہے لہذا اس سے محتاط رہیں۔ گاؤں کے سکھوں نے اچھا نمونہ دکھایا۔ جلد ہی پاکستان بننے کے امکانات ظاہر ہونے لگے۔ تو خاکسار گھر بار کو تالے لگا کر اپنے گاؤں ضلع امرتسر سے اہل و عیال کے ہمراہ اپنے سسرال ضلع گورداسپور میں چلا گیا۔ کیونکہ افواہ تھی کہ ضلع گورداسپور پاکستان میں آجائے گا۔ لیکن بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ پنجاب میں ہر طرف فساد کا دور دورہ شروع ہو گیا۔ ۱۴ر اگست ۴۷ء کو پاکستان کا اعلان ہوا تو عید آ گئی۔ گاؤں میں سب غیر از جماعت احباب عید پڑھ رہے تھے میں ان کی حفاظت کے لئے پہرہ دے رہا تھا۔ اگلے روز ہم قافلہ کی صورت میں چل پڑے راستہ میں قتل و غارت ہو رہی تھی۔ خدا خدا کر کے چوہدری والا مہاجرین کیمپ میں پہنچ گئے۔ ان دنوں وہاں بلوچ رجمنٹ تھی چونکہ علاقہ اپنا تھا، واقفیت عام تھی میں نے ملٹری کو اپنی خدمات پیش کر دیں اور ملٹری کی جیپ میں علاقہ کے مردوں اور عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو ہمراہ لے کر کیمپ مسانیاں بٹالہ اور چوہدریوالہ میں پہنچانے اور خدمات بجا لانے کا موقعہ نصیب ہوا۔

درویشان قادیان میں شمولیت کا موقعہ نہ مل سکا کیونکہ سکھوں کے علاقہ میں محصور اور مجبور تھا۔ چوہدریوالہ میں بلوچ رجمنٹ کے ساتھ گورکھا رجمنٹ کے متعصب فوجیوں سے جو دیہات میں میرے ساتھ جاتے تھے کسی نے مخبری کی تھی کہ یہ فوجی اور اس علاقہ کا رہنے والا ہے اور مسلمانوں کو دیہات سے نکال کر مہاجرین کیمپ میں پہنچاتا ہے۔ مجھے گورکھا ملٹری نے اپنی پوسٹ میں لے جا کر زدو کوب کیا کہ بچنے کی امید نہ تھی۔ بڑی مشکل سے دیوار کے سہارے آہستہ آہستہ چوہدری غلام محمد صاحب جو کہ ذیلدار خاندان کے فرد تھے وہاں ٹھہرے ہوئے تھے ان کے گھر پہنچا۔ ان کے گھر والوں نے گرم دودھ میں گھی ملا کر پلایا۔ ہوش آنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

چوہدریوالہ مہاجرین کیمپ سے قافلہ روانہ ہو کر گورکھا رجمنٹ کی نگرانی میں بٹالہ کیمپ پہنچا۔ چند روز قیام کے بعد قادیان سے ٹرکوں کے کنوائے میں مکرم صاحبزادہ مرزا کرنل داؤد احمد صاحب کی نگرانی میں جو مہاجرین کو لے کر آئے تھے اس میں اپنے افراد خاندان کو سوار کروا کر رات کے وقت والٹن مہاجرین کیمپ لاہور میں پہنچے۔ دوران سفر جو حشر مُردوں اور لاشوں کا دیکھا قیامت کا نظارہ تھا۔

بفضل خدا سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی دوراندیشی اور رہنمائی میں جماعت احمدیہ کے علاوہ اکثر احباب غیر از جماعت قادیان کیمپ سے پاکستان پہنچ گئے تھے۔ ہماری برادری کے احباب ضلع ہائے فیصل آباد، شیخوپورہ، وہاڑی، ملتان، راولپنڈی، لاہور، اٹک اور صوبہ سندھ میں رہائش پذیر ہیں۔ تنظیم جماعت احمدیہ کے ماتحت جودھامل بلڈنگ لاہور سے الاٹمنٹ کے لئے چک ۹۶ گ ب، صریح تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں ہمیں بھجوایا گیا۔ اس موضع میں مکرم حکیم روشن دین صاحب تن تنہا احمدی تھے۔ جنہوں نے دور دراز سے کوشش کر کے ضلع ہائے ہوشیار پور، امرتسر، گورداسپور کے احمدی احباب کو آباد کرنے میں تعاون کیا تھا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مذکورہ چک میں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں لایا گیا اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم میں بیداری کی روح پیدا کی گئی۔ اخبار الفضل میں اعلان ہوا کہ خدام کی تربیت کے لئے نوجوان رتن باغ پہنچ جائیں تا کہ جماعت کی ذیلی تنظیموں میں بیداری کے لئے راہ ہموار کی جائے۔ مرکز سے مکرم صوبیدار عبدالمنان صاحب دہلوی نے تحریری اطلاع دی کہ فوراً رتن باغ پہنچ جائیں۔ مکرمہ اہلیہ صاحبہ سے گھر میں آکر ذکر کیا کہ مرکز نے لاہور بلایا ہے۔ محترمہ نے کہا کہ جب آپ فوج میں تھے میں کبھی اپنے والدین کے پاس اور کبھی اپنے گھر رہتی تھی۔ مہاجر ہو کر آئے ہیں بچے چھوٹے چھوٹے ہیں اب ہمارے پاس کون رہے گا۔ میں نے کہا اگر میں انڈیا سے نہ آتا تو آپ کے پاس کون ہوتا۔ اہلیہ نے کہا آپ جائیں ہمارا خدا حافظ ہے۔ لاہور پہنچ کر نوجوانوں کی تربیت میں مشغول ہو گیا۔

۱۹۳۵ء سے ۱۹۹۶ء تک انسٹھ سالہ داستان طویل ہے مختصر اخلاصہ یہ ہے:

۱۹۵۱ء میں حضور کے ارشاد پر زندگی وقف کی تھی۔ تحریک جدید انجمن احمدیہ میں مورخہ یکم جولائی ۱۹۵۱ء تادم تحریر بطور انسپکٹر تحریک جدید خدمات سرانجام دے رہا ہوں۔ ۱۹۳۴ء سے ۱۹۹۶ء تک تادم تحریر تحریک جدید دفتر اول کا مجاہد ہوں۔ اور عرصہ دس سال سے معاونین خصوصی تحریک جدید صف دوم میں شامل ہوں۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

۱۹۴۵ء سے نظام وصیت میں شامل ہوں۔ پاکستان بننے پر سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں ایک سال کی پنشن پیش کرنے کے لئے منت مانی تھی۔ عیالداری اور بعض مجبوریوں کی وجہ سے رقم پیش نہ کر سکا۔ اب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی خدمت میں رقم پیش کرنے کے لئے درخواست دی تو حضور نے فرمایا کہ یہ رقم زکوٰۃ میں جمع کروا دیں۔ بموجب ارشاد ایک سال کی پنشن بمد زکوٰۃ جمع کروا دی ہے۔

۲۰ر ستمبر ۱۹۴۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے قافلہ میں جب ربوہ کی بنیاد کے لئے تشریف لائے تھے عاجز پہرہ دار تھا۔ علاوہ ازیں حضور کے ساتھ قافلہ میں دوران سفر سرگودھا، بھیرہ، پشاور، مردان، کیمبل پور، راولپنڈی پہرہ داروں میں شامل تھا۔

☆......☆......☆

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

بقیہ: مختصرات از صفحہ ۱۰

اور اس منافقت کے علاوہ قرآن مجید نے ایسے لوگوں کے ظالمانہ خیالات کو طشت ازبام کیا ہے۔ یعنی تبوک کے سفر کی مشکلات اور مصائب کو دیکھتے ہوئے منافق یہ خیال کیا کرتے تھے کہ خدانخواستہ آنحضرت ﷺ اور مومنین کبھی اپنے اہل کی طرف واپس نہ آئیں گے۔ یہ آیت قطعیت کے ساتھ ان اعراب کے دل کا حال کھول رہی ہے۔ انہوں نے اس ظن السوء کو خدا تعالیٰ کے حق میں اور لوگوں کے حق میں اور آنحضرت ﷺ کے حق میں ممتد کیا اور اپنی ہلاکت مول لی۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ بات آج کل بھی دکھائی دیتی ہے۔ تمام عالم میں ایک تبلیغی جہاد ہو رہا ہے اور جو خود محروم ہیں اور ظن سوء رکھتے ہیں اگر ان کو کہیں سے نئے داخل ہونے والوں کی کمزوریوں کی اطلاع ملے تو مومن تو غمگین ہوتے ہیں لیکن منافق پہچانے جاتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ جب مالی (Mali) میں چالیس ہزار بیعتوں کی اطلاع ملی تو ان کو بہت تکلیف پہنچی اور اب خدا کے فضل سے چالیس لاکھ پر بات پہنچ گئی ہے جب بعد میں اور خوشخبریاں ملیں تو اب خاموش ہو کر چھوڑ گئے ہیں اور ایسے شاذ شاذ لوگ موجود ہیں اور لوگ مجھے ان کی اطلاع دیتے رہتے ہیں۔ اس رجحان کے ساتھ وہ زندہ رہنا چاہیں تو رہیں ان کی مرضی ہے مگر یہ رجحان جھوٹا ہے اور اللہ کے ہاں رد شدہ ہے۔ کوئی سچا مومن ان کی باتوں سے خوش نہیں ہوگا۔ ایسوں کے لئے استغفار کریں اور تسبیح و تحمید کریں اور کوشش کریں کہ کوئی نقصان ان کو نہ پہنچے۔ ان کو یہ اندازہ نہیں کہ جماعت کتنی باریکی سے نئے آنے والوں کا استقبال کر رہی ہے اور اموال کی قربانی کی ترغیب دے کر ان کی تربیت کی کوشش ہو رہی ہے۔ احمدیت کے آغاز سے لے کر آج تک اتنی تفصیل کے ساتھ یہ انتظام نہیں ہوا کہ ہر بیعت کرنے والے تک پہنچا جائے اور مالی قربانی کی ابتداء کر دی جائے۔ یہ اعتراض کرنے والے ناشکرے ہیں۔ جو دین ان کے پاس ہے اسے بھی ضائع کر رہے ہیں۔ تمام دنیا میں جو مبلغین جان جوکھوں میں ڈال کر محنت کر رہے ہیں اور خدا کے فضل پھل لا رہے ہیں وہ ان معترضین کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ پس یہ دَور اللہ کے خاص فضلوں کا دَور ہے۔ یہ بڑھتے ہوئے نومبایعین کی اصلاح کی کوششوں کا دور ہے۔ پس یہ استغفار کریں اور ان لوگوں کے لئے دعا کریں جو اس میں محنت کر رہے ہیں۔

بعدہ حضور نے جنگ حنین کے متعلق سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۲۵ کا ذکر چھیڑا۔ حضور نے فرمایا کہ ایک بھی واقعہ ایسا نہیں جہاں مسلمانوں کو خدا کی مدد کے بغیر فتح نصیب ہوئی ہو۔ اب جنگ حنین میں بعض نئے شامل ہونے والوں کو خیال پیدا ہوا کہ پہلے تو تھوڑے تھے اب ہم آگئے ہیں اور یہ کثرت میں ہو گئے ہیں اب دیکھیں گے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ان کی اس بات کو ردّ کرنے کے لئے یہ آیت اتری اور یہی اس کی شان نزول ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ اقلیت کو غلبہ اس لئے ہوا کرتا تھا کہ اللہ مدد کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے وقتی طور پر اپنا ہاتھ کھینچ لیا تمہیں دکھانے کے لئے کہ اللہ کی مدد تھی جو کام کیا کیا کرتی تھی۔ یہ واقعہ خدا تعالیٰ نے ان الفاظ میں یاد دلایا: اِذْ اَعجَبَتکُم کَثرَتکُم فلَم تُغنِ عَنکُم شَیئاً وَضَاقَت عَلَیکُمُ الأرضَ بِمَا رَحُبَت یعنی کثرت کے باوجود تم پر زمین تنگ ہو گئی۔ تمہاری کثرت نے تمہاری فتح کی زمین چھین لی اور وہ اقلیت جس کی وجہ سے ہمیشہ فتح ملا کرتی تھی اب بھی وہی اقلیت کام آئی۔ اور اس کے نتیجے میں مغانم کثیر کے وعدے پورے ہوئے اور ان میں کمی نہ آئی۔

جمعرات، ۲۲؍ جنوری ۱۹۹۸ء:

حضور انور نے آج درس القرآن نمبر ۲۰ میں فرمایا کہ مواقع نزول کے متعلق جو آیات پیش کی جا رہی تھیں وہ اتنی تھیں کہ یہ اور اگلا رمضان بھی انہی میں لگ جاتا۔ حضور نے فرمایا کہ "فَتحاً مُبِیناً" کی آیت میں فتح قریب اور فتح بعید کی بات انشاء اللہ میں اتوار کے سوال و جواب میں بتاؤں گا۔ کیونکہ اب پھر یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ آپ حج کی بات کر رہے ہیں وہ نہ حج کا وقت تھا نہ عمرے کا۔ حضور نے فرمایا کہ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ اصل مقصد تو آنحضرت ﷺ کا حج کا تھا اور آپ نے تمام رسومات جو ادا کیں وہ حج کی تھیں۔ بعض سادہ لوگ خواہ عالم بھی ہوں وہ تفصیل نہیں سمجھتے اور ایسے سوال اٹھا دیتے ہیں جن کے جواب پہلے دیئے جا چکے ہیں۔

حضور انور نے سورۃ المنافقون کی آیت اذا جَاءَ کَ المُنَافِقُونَ قَالوا نَشهَد .... الخ کی تشریح بھی فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ میرے نزدیک اس اہم آیت میں قرآن نے کھل کر قتل مرتد کے موضوع پر روشنی ڈال دی ہے۔ منافق آنحضرت ﷺ کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے اور اللہ سے زیادہ کون جانتا ہے کہ تو اس کا رسول ہے۔ اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ قتل مرتد کے لئے جو احادیث پیش کی جاتی ہیں وہ ان آیات سے کھلم کھلا ٹکراتی ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنایا اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ بہت برا ہے جو وہ کرتے ہیں۔ یہ سارا نقشہ ان لوگوں کا تفصیل سے لکھا ہے کہ وہ ایمان لے آئے، پھر کفر اختیار کیا۔ اور یہ ارتداد ہی تو ہے۔ اس کے نتیجے میں ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے اور وہ شعور نہیں رکھتے۔ اور حضور انور نے فرمایا یہ معین لوگ تھے جن کا نقشہ یہ تھا کہ ان کی ظاہری شکلیں اور جسم تجھے پسند آئیں گے۔ جب یہ باتیں کرتے ہیں تو تُو ان کی باتیں سنتا ہے گویا وہ چنی ہوئی لکڑیوں کی طرح ایک ظاہری سجاوٹ ہیں۔ ہر آفت جو پڑتی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ انہی پر ٹوٹے گی۔ پس ان سے احتیاط برت۔ اللہ نے ان پر لعنت ڈالی ہے اور انہیں ہلاک کرنا اللہ کے اپنے ذمہ ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ وہ کہاں بہکائے ہوئے چلے جاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ میرا استنباط یہ ہے کہ یہ معین لوگ تھے۔ جب آنحضرت ﷺ سے باتیں کرتے تو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے۔ اگر معین نہیں تھے تو پھر 'فاحذَرهُم' کیوں کہا گیا۔ تمام صحابہ اس آیت کی شان نزول کو اس آیت کی روشنی میں جانتے تھے کہ یہ کون لوگ ہیں۔ اور آپ محتاط تھے تاکہ تمام مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچے۔ لیکن اس کے باوجود کہ خدا نے جو صاحب امر تھا اس کو بتا دیا کہ یہ یہ لوگ ہیں۔ آپؐ نے ان کے قتل کا حکم نہیں دیا۔

حضور انور نے اس کے بعد مسجد ضرار والی آیات کے ذکر میں فرمایا کہ یہاں اس وقت جو ہماری مسجدوں کی بے حرمتی ہو رہی ہے اس سلسلے میں یہ بیان ضروری ہے۔ قرآن مجید میں مسجدوں کے گرانے کا حکم نہیں ملتا۔ اور اگر گرانے کا حکم خدا نے خود فرمایا ہے تو اس خاص مسجد کے متعلق ہے۔ حضور انور نے وَالَّذِینَ اتَّخَذُوا مَسجِداً ضِراراً وَ کُفراً وَ تَفرِیقاً...... الخ تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اس آیت کا اطلاق جماعت احمدیہ پر زبردستی کیا جاتا ہے۔ اس سے سند حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کی مسجدیں گرانی جائز ہیں۔ ضمناً یہ بات بھی پیش نظر رکھیں کہ ہماری مساجد کو وہ مسجد کہتے ہی نہیں۔ ان کے نزدیک احمدی عبادت گاہیں ہیں اور وہ بھی غیر مسلموں کی عبادت گاہیں تو اس آیت میں مسجد ضرار سے احمدیوں کی مسجدیں گرانے کی سند کیسے لیتے ہیں۔ کیونکہ اس آیت میں مسجد کا ذکر ہے نہ کہ عبادت گاہ کا۔ پس جب وہ کہتے ہیں یہ معبد ہیں۔ احمدیوں اور غیر مسلموں کے تو غیر مسلم کے معبد کو مٹانا اس مسجد کے ضمن میں نہیں آتا۔ پس جب بھی وہ احمدی مسجد کو منہدم کرتے ہیں تو وہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ دراصل یہ مسجد ہے۔ اور وہ خود اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ جہاں جہاں بھی مسجدوں کو منہدم کیا گیا ہے کبھی بھی یہ الزام نہیں لگایا کہ ان میں احمدی فساد کرتے تھے۔ کہا یہ گیا کہ یہ یہاں مسلمانوں کی طرح عبادت کرتے تھے۔ اب بتائیں کیا جواز ہے ان کے پاس مسجدوں کے گرانے کا۔ پس شان نزول وہ ہے جو خود اپنی تفصیل بیان کرے اور کوئی تصادم نہ ہو۔ ''مسجد ضرار'' تفریق کی خاطر اور حکومت کے خلاف بغاوت کی تجاویز بنانے اور فساد ہی کے لئے استعمال ہوتی تھی اس لئے گرا دی گئی۔ احمدی مساجد کے متعلق عدالت کی گواہی ہے کہ کبھی بھی ان میں فساد وغیرہ نہیں ہوا صرف اس لئے گرائی گئیں کہ ان میں مسلمانوں کی طرح عبادت کرتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کا اسوہ بتا رہا ہے کہ جب خدا نے آپ کو بتا دیا کہ یہ جھوٹے ہیں تب بھی آپ نے انہیں قتل نہیں کیا اور نہ ہی انہیں اپنی مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا۔ احمدیوں کی کسی مسجد میں نہ فساد اور نہ شرک کا الزام ہے۔ صرف جرم یہ ہے کہ یہ لوگ آنحضرت ﷺ کی طرح نماز پڑھتے ہیں اس لئے یہ گردن زدنی ہیں۔

پھر خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو فرمایا لَا تَقُم فِیهِ اَبَداً اس مسجد میں تو کبھی نہ جا۔ لیکن اس قرآنی حکم کے خلاف یہ مولوی ان مسجدوں میں داخل ہوتے ہیں اور انہیں اپنا بنا بیٹھتے ہیں۔ جتنی ہماری مسجدوں پر قبضہ کئے بیٹھے ہیں اور وہاں نمازیں پڑھتے ہیں اگر یہ ان کے نزدیک مسجد ضرار تھیں تو اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ وہاں نہ جاؤ۔ مگر جب وہ احمدیوں کی مسجدیں لے لیتے ہیں تو وہاں فتنہ فساد کا منبع بنا لیتے ہیں۔

اس کے بعد حضور انور نے سورہ جمعہ کی آیات ۱۰ تا ۱۲ پر مواقع نزول کی بحث کو جاری رکھا اور فرمایا اس آیت میں بڑی وضاحت کے ساتھ اعلان ہے کہ جمعہ کے روز جب نماز کے لئے بلایا جائے تو بیع کو چھوڑ دیا کرو۔ اس آیت کے تعلق میں جو مومنین کا معاشرہ مدینہ میں رائج ہوا اس کا پتہ ملتا ہے۔ صحابہ تیزی کے ساتھ اللہ کا ذکر سننے کے لئے جاتے اور یہ صرف جمعے تک محدود نہ تھا عام رویہ تھا۔ جونہی آنحضرت ﷺ کی آواز سنی کہ بیٹھ جاؤ تو وہیں بیٹھ جاتے یہاں تک کہ اگر مسجد سے باہر گلی میں بھی اس حکم کی آواز کسی کے کان میں پڑ جاتی تو وہیں بیٹھ جاتے اور پھر مینڈک کی طرح پھدک پھدک کر مسجد کی طرف بڑھتے۔ اب ان آیات سے یہ استنباط کرنا کہ ایسے فرمانبردار لوگ آنحضرت ﷺ کو چھوڑ کر تجارت کے لئے بھاگ جاتے تھے بالکل غلط ہے۔ مدینہ کے معاشرہ میں ذکرِ خدا بازاروں میں بھی جاری رہتا تھا۔ اس لئے شان نزول کی وہ روایات جو صحابہ کے وفادارانہ جذبہ اطاعت سے ٹکراتی ہیں ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے لائق ہیں۔ اس موضوع پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ یہ کچھ منافقین کی حالت تھی کہ جب باہر سے کوئی تجارتی قافلہ آتا تھا تو یہ لوگ تیری متابعت اور صحابہ کے عمل سے ہٹ جاتے ہیں۔ بازاروں میں ملیں گے اور تیرے ساتھ نہیں ملیں گے۔ اور یہاں یہ منافق ننگے ہو جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اذا کے استعمال سے یہ آیت مستقبل پر بھی چسپاں ہوتی ہے اور ایک پیشگوئی ہے کہ آئندہ زمانے میں ایسے مسلمان پیدا ہونگے جو آنحضرت ﷺ سے ہٹ کر لہو و لعب میں لگ جائیں گے۔ ایسی آیات موجود ہیں جو اس حالت کا پتہ دیتی ہیں مثلاً آنحضرت کا فرمانا کہ اے خدا دیکھ انہوں نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔

اسلامی معاشرتی احکامات کے سلسلہ میں سورۃ النور کی آیت نمبر ۶۴ کے معنی تفصیل کے ساتھ اور تجربات کی روشنی میں حضور ایدہ اللہ نے بیان فرمائے۔ لب لباب یہ تھا کہ اے لوگو جب رسول کو پکارو اور بلاؤ تو ایسے نہ بلانا جیسے آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ بہت بڑا نمایاں فرق ہونا چاہئے۔ حضور نے فرمایا کہ کون ایسے کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا ہے۔ یہ تعلیم عارضی زمانے کے لئے نہیں بلکہ ایک مستقل تعلیم ہے۔ یہ شان نزول واضح ہے۔ مراد صرف آپ کی مجلس نہیں بلکہ آپ کی غلامی میں جو بھی نظام قائم ہو۔ یعنی مجالس شوریٰ سے ہرگز بغیر اجازت کسی کو جانے کی اجازت نہیں اور یہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ ہماری جماعت کا نظام اس آیت پر مبنی ہے۔ آپؐ کی غلامی میں جو بھی اس منصب پر بیٹھے آپ سے سند لے کر واجب الاطاعت ہو جاتا ہے۔ پس برابری مقصود نہیں مگر نظام محمدیؐ قیامت تک جاری رہیگا۔

اس کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ قرآن مجید میں یہ ہدایت ہے کہ زیادہ سوال نہ کیا کرو۔ مثلاً جانوروں کی کونسی قسمیں حلال ہیں جو لغو سوال ہیں اور ہماری رہنمائی اور تنبیہ کے لئے ایسی مثالیں موجود ہیں۔ لیکن کچھ ایسے سوال تھے جو شرعی حیثیت سے قابل توجہ تھے۔ چنانچہ ان کا ذکر فرما دیا گیا۔

اسی طرح لَیسَ البِرَّ اَنْ تَاتُ البُیُوتَ مِن ظُهُورِهَا وَلٰکِنَ البِرَّ مَنِ اتَّقیٰ...... الخ۔ اس آیت کو بعض ایسی روایات کے ساتھ باندھ دیا گیا ہے کہ حج کے دوران جن لوگوں نے گھروں میں داخل نہیں ہونا وہ پیچھے سے داخل ہو جایا کرتے تھے حالانکہ یہ ایک دائمی حکم ہے جس کی تشریح یہ ہے کہ کوئی مسئلہ درپیش ہو تو تقویٰ سے کام لیتے ہوئے قول سدید سے کام لیا کرو۔ جب کسی چیز سے روکا جائے تو Back Door سے حیلے بہانے نہ بنایا کرو لیکن ملّاؤں کی کتاب الحیل گندے حیلوں سے بھری پڑی ہے اور کثرت سے ہر جگہ چھپتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اسے کوئی ضبط نہیں کرتا اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں جو آنحضرت ﷺ کے عشق و فنائیت سے پُر ہیں ان لوگوں کے نزدیک قابل ضبط ہیں۔ فرمایا کہ ان اصولوں کو جو شان نزول کے بارے میں مَیں بتا رہا ہوں مدنظر رکھیں تو قرآن مجید کا سمجھنا بہت آسان ہو جائے گا۔

جمعۃ المبارک، ۲۳؍ جنوری ۱۹۹۸ء:

آج فرنچ بولنے والوں کے ساتھ ایم ٹی اے پر وہ پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا جو ۲۴؍ جولائی ۱۹۹۶ء کو ریکارڈ کیا گیا تھا۔

(امة المجید چوہدری)

اپنے علم کا فیض دوسروں تک پہنچائیں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں مختلف علوم کے سینکڑوں ماہرین جماعت احمدیہ میں پائے جاتے ہیں۔ اگر وہ اپنے مخصوص علم کے حوالے سے ہی الفضل کے لئے ٹھوس، مفید، علمی اور تحقیقی مضامین لکھ کر بھجوائیں تو اس سے اخبار کی افادیت میں اضافہ ہوگا۔ (مدیر)

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

سڈنی کے قریب پہاڑوں کے نیچے کچھ نئی غاریں دریافت ہوئی ہیں

سڈنی کے نزدیک Blue Mountain کے علاقہ میں پہاڑوں کے نیچے کچھ غاریں واقع ہیں۔ ان کو Jenolan Caves کہتے ہیں اور سیاح دور دور سے انہیں دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ غاروں کے اندر سخت ٹھنڈے پانی کے نالے اور تالاب وغیرہ بھی ہیں اور پانی کے کٹاؤ نے پتھروں کو عجیب وغریب شکلیں دے دی ہیں۔ ان ٹورسٹ غاروں کے کافی نیچے جاکر غاروں کا ایک اور سلسلہ حال ہی میں دریافت ہوا ہے۔ ماہرین کا اندازہ ہے کہ نئی غاروں کا پرانی غاروں کے ساتھ کوئی رابطہ کہیں ہونا چاہئے اگر وہ رابطہ دریافت ہو جائے تو پرانی اور نئی غاروں کی مجموعی لمبائی کوئی ۳۱ کلو میٹر ہو جائے گی اور اتنی لمبائی کی کوئی غار آسٹریلیا میں پہلے دریافت نہیں ہوئی۔ چوبیس آدمی جو نئی غاروں کے اندر گئے ہیں بتاتے ہیں کہ وہاں کا پانی شدید سرد ہے۔ درجہ حرارت کوئی دس درجے ہے۔ اور اندر ایسی گھٹن ہے کہ پتہ ہی نہیں لگتا تھا کہ ہمارا رخ اوپر کی طرف ہے یا نیچے کی طرف یا کس سمت ہے۔ وہ بہر حال اپنے کام کے ماہر تھے اور اپنا پورا سازوسامان ساتھ لے کر گئے تھے۔

سائنس دان کہتے ہیں کہ یہ دریافت اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس سے ہمیں یہ پتہ کرنے میں رہنمائی ملتی ہے کہ اس قسم کی غاریں کس طرح وجود میں آئی تھیں۔ ان کا خیال ہے کہ ۲۰۰ ملین (۲۰ کروڑ) سال تک پانی بڑے دباؤ کے ساتھ اس جگہ بہتا رہا اور اس نے پہاڑوں کو کاٹ کر یہ غاریں بنائی ہیں۔ پانی کو جدھر راستہ ملتا گیا وہ جگہ بناتا گیا اور اس طرح یہ غاریں بھول بھلیوں کی شکل اختیار کرتی گئیں۔ ایک زمانہ میں یہ علاقہ سمندر میں ڈوبا ہوا تھا اور شدید بارشوں اور طوفانوں کی زد میں تھا۔ چنانچہ پانی اپنی جولانیوں میں پہاڑوں اور زمین کے نیچے رستے بناتا رہا۔ اور جب وہ پیچھے ہٹا تو اپنا ایک حصہ اور نمکیات پیچھے چھوڑ گیا۔ دنیا کی اکثر غاریں اسی لئے سمندروں کے اردگرد پائی جاتی ہیں جیسے بحیرہ مردار کے کنارے وادی قمران میں۔ دریائے نیل کے کنارے ناگ حمادی میں اور بحیرہ روم (Mediterranean) کے اردگرد، روم، نیپلز، سائرین (Syrene) اسکندریہ اور مالٹا وغیرہ میں۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ غاریں انسانوں نے بھی اپنے استعمال کیلئے ٹھیک ٹھاک کی ہوں یا بنائی ہوں۔ پرانے زمانہ میں کئی لوگ انہیں چھپنے وغیرہ کے لئے استعمال کرتے تھے جیسے ڈاکو، چور اور غلام۔ نیز وہ لوگ اپنے مُردوں کو غاروں کی دیواروں میں دفن کیا کرتے تھے۔ ابتدائی مؤحد عیسائی بھی جب ظلم حد سے بڑھ جاتا تو کچھ عرصہ غاروں کو چھپنے کے لئے استعمال کرتے تھے جن کا ذکر سورہ کہف میں آیا ہے۔

ایک دفعہ خاکسار کو روم کی غاریں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ بغیر گائیڈ کی مدد کے اندر جاکر بھول بھلیوں میں رستہ تلاش کر کے باہر نکل آنا آج کے زمانہ میں بھی سخت مشکل ہے۔ Jenolan کی غاریں جن کے بارہ میں یہ خبر ہے وہاں بھی ایک بار لندن کے رشید احمد چوہدری صاحب کے ہمراہ جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ ہم وہاں پہنچے ضرور تھے لیکن غار کے منہ پر ہی بیٹھے رہے۔ ہم خود تو اندر غار میں نہیں گئے لیکن دوسرے ساتھی گئے تھے بس ان سے ہی سارا حال احوال پوچھ لیا تھا۔

آسٹریلیا میں ۳۵ کروڑ سال پرانی مچھلی کا متحجّر ڈھانچہ دریافت ہوا

۱۹۷۰ء کی دہائی میں ریاست وکٹوریہ آسٹریلیا کے وسط میں Mt.Howitt کے قریب Monash یونورسٹی کے پروفیسر جم وارن کو ہزاروں مچھلیوں کے پتھرائے ہوئے ڈھانچے (Fossils) ملے تھے۔ دس سال پہلے ان میں سے ایک مچھلی پر ایک نوجوان طالبعلم جان لانگ نے تحقیق کر کے ثابت کیا تھا کہ اس نے سب سے قدیم مچھلی کو دریافت کیا ہے جو ۳۵۰ ملین سال پہلے آسٹریلیا کے سمندر میں تیرتی پھرتی تھی۔ اس وقت وہ پی ایچ ڈی کا سٹوڈنٹ تھا۔ اس نے اپنا مقالہ مؤقر رسالہ نیچر کو اشاعت کے لئے بھیجا لیکن انہوں نے شائع نہ کیا۔ نوجوان طالب علم دل برداشتہ ہو کر بیٹھ گیا اور اس دوران پرتھ کے میوزیم کا کیوریٹر لگ گیا۔

اب نیچرل ہسٹری میوزیم لندن کے Dr. Per Ahlberg نے بھی اس مچھلی پر اپنی علیحدہ تحقیق کی ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہے جس پر ڈاکٹر جان لانگ پہنچا تھا۔ چنانچہ اب ڈاکٹر لانگ نے ایک سائنٹفک کانفرنس میں اپنا مقالہ پیش کیا ہے۔

اگرچہ ۳۵ کروڑ سال پہلے تمام براعظم ساتھ ساتھ ملے ہوئے تھے اور بعد میں پھسل کر دور دور ہو گئے لیکن آسٹریلیا اس زمانہ میں بھی یورپ اور شمالی امریکہ کے دوسری طرف تھا اس وجہ سے اس علاقہ میں حیوانی زندگی کا ارتقاء بھی دوسروں سے کچھ مختلف تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر لانگ کہتے ہیں کہ اس طرح کی شہادتیں مل رہی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کے آغاز میں آسٹریلیا ابتدائی ارتقاء کا مرکز رہا ہے اور یہیں سے ریڑھ کی ہڈی والے جانوروں کی انواع ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر پھیلیں۔ لہذا جو لوگ زندگی کے آغاز وارتقاء میں دلچسپی رکھتے ہیں ان کو آسٹریلیا کے Fossils سے مفید معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔

☆......☆......☆

ملبورن آسٹریلیا کے سائنس دانوں نے کینسر کا ٹیکہ تیار کر کے آزمائشی طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا

ملبورن آسٹریلیا کے سائنس دانوں کا دعویٰ ہے کہ دنیا بھر میں پہلی بار انہوں نے چھاتی اور قولون کے کینسر کے لئے ٹیکہ (Vaccine) ایجاد کر لیا ہے اور اب آزمائشی طور پر مریضوں کو لگانا شروع کر دیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ یہ ٹیکہ کینسر کی دوسری قسموں کے لئے بھی مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

یہ ٹیکہ ایک ادارہ آسٹن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نے تیار کیا ہے۔ انہوں نے کینسر سیل سے ایک چیز Mucin لے کر اس میں خمیر (Yeast) کی شوگر جسے Mannan کہا جاتا ہے باہم جوڑ کر (Synthesis) اسے بنایا ہے۔ یہ ٹیکہ جسم کے دفاعی نظام (Immune System) پر کام کرتا ہے اور ٹیومروں کو سکیڑ دیتا ہے۔ اب تک یہ ٹیکہ بطور آزمائش کے تیس مریضوں کو لگایا جا چکا ہے اور اب مزید ایسے مریضوں کو لگایا جائے گا جن کا مرض ابتدائی سٹیج پر ہے یا زیادہ بڑھ چکا ہے۔ ٹیکہ کے ابتدائی نتائج کی رپورٹ کینبرا کی ایک کانفرنس میں پیش کی گئی ہے (سڈنی ہیرلڈ ۲۱ اگست ۱۹۹۷ء)

اللہ کرے اس موذی مرض کے لئے کوئی مؤثر دوا ڈاکٹروں کے ہاتھ لگ جائے۔

☆......☆......☆

دنیائے مذاہب

کیا یسوع مسیح واقعی خدا ہے؟

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع

(نسیم مہدی۔ کینیڈا)

ریورنڈ بل فپس (Rev.Bill Phipps) جو یونائٹڈ کینیڈا کے ماڈریٹر (Moderator) منتخب ہوئے ہیں نے چند ماہ قبل یہ بیان دے کر کینیڈا کے عیسائی حلقوں میں ایک تہلکہ مچادیا تھا کہ یسوع خدا نہیں ہے اور نہ ہی وہ جسمانی طور پر مُردہ حالت سے زندہ ہوا تھا۔

Macleans جو کینیڈا کا مقبول ہفتہ وار میگزین ہے اس کے ۱۵ر دسمبر ۱۹۹۷ء کے شمارے میں اس موضوع پر Cover page آرٹیکل آیا ہے۔ اس کا ایک حصہ بل فپس کے انٹرویو پر مشتمل ہے۔ ان کا کہنا ہے:

☆...... میرا یہ ایمان ہے کہ خدا یسوع تک محدود ہونے سے بہت بالا ہے۔ اس کی اصل کنہہ تک پہنچنا انسانی سمجھ سے باہر ہے۔ یسوع میں صرف اتنی ہی خدائی ہے جتنی ایک انسان میں ہونی ممکن ہے۔

☆...... یسوع کے صلیب کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر جانے کے بارے میں میرا ایمان ہے کہ نہ تو یہ حواریوں کا محض خواب تھا کیونکہ صرف ایک خواب میں یسوع کو زندہ دیکھ کر وہ روحانی انقلاب ہرگز ان کی زندگیوں میں پیدا نہیں ہو سکتا تھا جس کا اثر آج تک عالم عیسائیت محسوس کر رہا ہے۔ نہ ہی میں یہ مان سکتا ہوں کہ یسوع کے جس فانی جسم کو صلیب دی گئی وہ ایک دفعہ مر گیا، پھر زندہ ہو گیا اور چلتا پھرتا حواریوں کو جا ملا اور اس کے بعد آسمان پر چلا گیا۔ اس تصور میں ذرہ بھی معقولیت نہیں۔ (It does't make sense) لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ میں مسیح کے جی اٹھنے پر ایمان نہیں رکھتا............ (آگے وضاحت کی ہے کہ یہ روحانی لحاظ سے ہے)۔

بل فپس کے مرتبے کے پادری کے ان اعتقادات کی اشاعت سے میڈیا میں بڑی دلچسپ بحثیں شروع ہوئی ہیں۔ یہاں ایک مقبول عام ریڈیو شو (CFRB1010) پر ایک پروگرام ہوا جس میں بل فپس اور یورنیورسٹی آف ٹورانٹو کے شعبہ مذہبیات کے ایک پروفیسر کو بلایا گیا اور لوگوں نے فون کر کے اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ کچھ لوگوں نے کہا فپس کے خیالات کفر کے مترادف ہیں۔ اگر یسوع خدا نہیں اور وہ مردوں میں سے جی کر آسمان پر نہیں گیا تو پھر عیسائیت کا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ مذہب کو ہماری سمجھ سے بالا نہیں رہنا چاہئے اور جن باتوں کو عقل نہیں مانتی ان کو قبول نہیں کرنا چاہئے۔

☆......☆......☆

تربیتی کلاس ینگ لجنہ۔ کوپن ہیگن ڈنمارک

کوپن ہیگن ڈنمارک کی ینگ لجنہ کی سہ روزہ تربیتی کلاس ۱۹، ۲۰ اور ۲۱ دسمبر ۱۹۹۷ء کو مسجد نصرت جہاں میں منعقد ہوئی۔ اوسط حاضری ۲۰ رہی۔ ان تین دنوں میں تلاوت قرآن کریم، نماز باترجمہ سکھانے کے علاوہ جماعت کی مالی قربانی کے نظام میں مختلف چندوں کا تفصیلی تعارف کروایا گیا۔ ایک دفعہ کلوا جمیعا منعقد ہوا۔ مختلف دعائیں سکھائی گئیں۔ لغو اور بدرسوم سے آگاہ کرتے ہوئے ان سے بچنے کی تاکید کی گئی۔ چونکہ ان دنوں میں جلسہ سالانہ قادیان منعقد ہوا تھا اس حوالے سے سوال وجواب کی ایک دلچسپ مجلس بھی منعقد کی گئی اور قادیان کے متعلق مختلف معلومات دی گئیں۔ حضور ایدہ اللہ کے افتتاحی واختتامی خطابات سب ینگ لجنہ نے بڑے اہتمام کے ساتھ سنے اور حضور کے خطاب کے نوٹس لئے۔

مجموعی طور پر خدا کے فضل سے کلاس بہت کامیاب رہی اور تمام ینگ لجنہ نے بڑے نظم وضبط کے ساتھ اور گہری دلچسپی ودلجمعی کے ساتھ سب پروگراموں میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ اس کلاس کے نیک اثرات ظاہر فرمائے اور تمام شرکاء اور منتظمین کو اس کی بہترین جزاء دے۔

بقیہ: اختتامی دعا از صفحہ نمبر ۴

ظلم ڈھائے جارہے ہیں۔ خصوصیت سے افغانستان، الجیریا وغیرہ۔ پھر یہ بھی دعائیں کریں کہ وہ رہنما جو اپنی سیاسی اغراض کے لئے جنگی تیاریوں میں مشغول ہیں ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

☆ ان سب دعاؤں کے ساتھ ساتھ بیوگان، یتامیٰ، بے روزگاروں، بے اولاد، مقروض، خاندانی چپقلشوں، حوادث اور اقتصادیات کے شکار بدحالوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ایسی ماؤں کو بھی یاد رکھیں جن کے بچے لاپتہ ہیں یا دین کے گم گشتہ ہیں۔ پھر آنے والی نسلوں کے علوم میں ترقی اور ذہنی صلاحیتوں کے صیقل ہونے کے لئے بھی دعا کریں۔

☆...... آخر میں حضور نے ماہ رمضان کے اختتام سے پہلے پہلے تحریک جدید، وقف جدید کے سو فیصد چندہ ادا کرنے والوں کے لئے دعا کی تحریک فرمائی نیز بتلایا کہ یہ درس دراصل عالمی جماعت احمدیہ کا تحفہ ہے میرے اکیلے کا نہیں۔ اس درس کے لئے بیشمار کارکنان تیاری کی ٹیم میں شامل رہے ہیں۔ جن میں مرکز سلسلہ ربوہ کے علماء، انگلستان میں مقیم علماء سلسلہ اور دیگر کارکنان جن کے لئے حضور نے نام لے کر دعا کی تحریک فرمائی۔ نیز فرمایا کہ یاد رکھیں ہم نے کل عید پر غریبوں کو شامل کرنا ہے۔ اس لئے آج فیصلہ کر لیں کہ ہم نے غریب بھائیوں کے دکھ بانٹنے ہیں۔ اور یہی ہماری خوشیاں ہونگی۔ پس کل کی بجائے آج میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ اپنی خوشیاں ان کو دیں اور ان کے دکھ بانٹیں۔ اس کے بعد حضور نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور مسجد فضل رقت اور گریہ وزاری سے معمور ہو گئی۔

جملہ کارروائی ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر میں Live نشر کی گئی۔ اور دنیا بھر کے لاکھوں احمدیوں نے اپنے امام کی اقتداء میں ہاتھ اٹھا کر اپنے مولا کے حضور عاجزانہ دعاؤں کی توفیق پائی۔

اس روز نماز عصر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ مسجد فضل میں اعتکاف بیٹھنے والے احباب کے ساتھ چند منٹ کے لئے تشریف فرما ہوئے اور بعد میں نصرت ہال میں معتکفات کو اس مجاہدہ پر مبارک باد دینے کے لئے تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ اس رمضان کی برکتوں کو تمام دنیا کے احمدیوں کے لئے دائمی فرمائے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اپنے رسائل حسب ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کے بارے میں آپ اپنے تاثرات اب e-mail کے ذریعے بھی ارسال کرسکتے ہیں :

mahmud@btinternet.com

۷ ستمبر کا مذموم فیصلہ

عرب کے سرداروں اور قریش کے رؤساء نے مکہ میں ایک خصوصی اجلاس میں بالاتفاق یہ فیصلہ صادر کیا کہ چونکہ محمد (ﷺ) ہمارے دین میں بگاڑ پیدا کرتا ہے اس لئے اسے محصور کردیا جائے یا قتل کردیا جائے یا مکہ سے جلاوطن کردیا جائے۔ یہ مذموم تاریخی فیصلہ ۷ ستمبر ۶۲۲ء کو کیا گیا...... جماعت احمدیہ کے خلاف بھی پاکستان قومی اسمبلی نے ایک ایسا ہی رسوائے زمانہ فیصلہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو کیا اور اس طرح اسلام کے دور اول کی دور ثانی کے ساتھ ایک گہری مماثلت پیدا کردی۔ اس مضمون پر مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب کا ایک مختصر مگر ٹھوس تاریخی مقالہ ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا ستمبر ۹۷ء میں شامل اشاعت ہے۔

قریش کے مورث اعلیٰ قصی بن کلاب بن مرہ نے قریباً ۴۴۰ء میں حکمران ہونے کے بعد دارالندوہ نامی ایک عمارت تعمیر کروائی جس کا دروازہ خانہ کعبہ کی طرف کھلتا تھا اور اس میں صرف قریش کے رؤساء ہی اہم قومی مشوروں کے لئے جمع ہوسکتے تھے جن میں چالیس سال سے کم عمر رکھنے والوں کا داخلہ ممنوع تھا۔ مشرکین مکہ نے جب دیکھا کہ مظلوم اور بیکس مسلمانوں (جنہیں صابی کے تحقیر آمیز نام سے پکارا جاتا تھا) کے خلاف قتل و غارت، ایذا رسانی، ہنگامے، مظاہرے، بدزبانیاں اور بائیکاٹ کے سارے حربے ناکام ہوچکے ہیں تو انہوں نے غضبناک ہوکر صابیوں کے "تیرہ" سالہ مسئلہ کو حل کرنے کے لئے دارالندوہ میں خصوصی اجلاس بلایا جس میں ایک سو کے قریب رؤساء شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ ایک اور جبہ پوش شیطان سیرت شخص شیخ نجدی بھی اس کارروائی میں شامل تھا جس کے بارے میں تاریخ ابھی تک خاموش ہے کہ وہ اصل میں کون تھا اور کیسے دارالندوہ میں داخل ہوا اور مشورہ دینے کا حقدار قرار پایا۔

دارالندوہ میں مختلف مشوروں کے بعد ابو جہل نے یہ رائے دی کہ ہر قبیلہ کے منتخب نوجوان مشترکہ حملہ کرکے ایک ہی بار محمد (ﷺ) کا کام تمام کردیں اس طرح آل ہاشم کو سب عرب قبائل کے خلاف جنگ کرنے کی جرأت نہ ہوگی اور سب مل کر اس کا خون بہا ادا کردیں گے۔ شیخ نجدی نے ابو جہل کی پُرزور تائید کی چنانچہ یہی رائے ان سب کے اجتماعی فیصلے میں ڈھل گئی۔

خدائے علیم و خبیر نے آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی دشمنوں کے اس شرمناک منصوبے سے آگاہ فرماتے ہوئے یثرب کی طرف ہجرت کی اجازت دی اور حکم دیا کہ آج کی رات مکہ میں نہ گزاریں۔ آپؐ کے استفسار پر حضرت جبرئیلؑ نے بتایا کہ ابو بکر صدیقؓ اس ہجرت میں آپؐ کے ساتھی ہوں گے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو سفر کی تیاری کا ارشاد فرماکر اور حضرت علیؓ کے سپرد کفار کی امانات کرکے واپس اپنے گھر تشریف لے آئے۔ سرِشام ہی مختلف قبائل کے چنیدہ مسلح نوجوانوں نے شہنشاہ نبوت کے مکان کو گھیرے میں لے لیا اور اپنے ناپاک ارادے کی جلد تکمیل کے لئے آنحضرت ﷺ پر پتھر بھی پھینکے۔ اس دوران ابو جہل نے طنزاً کہا کہ یہ وہ شخص ہے جو کہا کرتا ہے کہ اگر تم اس کی پیروی کروگے تو عرب و عجم کے بادشاہ بن جاؤ گے اور آخرت میں تمہیں باغات ملیں گے جن سے تم کھاؤ گے اور اگر تم پیروی نہیں کروگے تو دنیا میں ہلاکت کا شکار ہوگے اور قیامت کے دن آگ میں پڑو گے۔ آنحضرت ﷺ کے کانوں تک یہ بات پہنچی تو آپؐ نے فرمایا "ہاں! خدا کی قسم میں اب بھی یہی کہتا ہوں۔ ایسا ہی ہوگا اور تم انہی میں شامل ہو"۔

تاریکی چھا جانے پر خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق دشمن کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور آنحضرت ﷺ کامل سکون اور وقار کے ساتھ اپنے گھر سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہاں پہنچے اور کچھ وقت وہاں ٹھہرنے کے بعد ان کو ہمراہ لے کر یمن جانے والے راستے پر جبل الثور کی طرف چل پڑے اور پہاڑ کے دشوار گزار راستوں سے ہوتے ہوئے اس کی بلند چوٹی میں واقع غار ثور میں داخل ہوگئے۔ ثور کا پہاڑ مکہ سے قریباً چھ میل کے فاصلے پر ایک اونچا پہاڑ ہے جس کی چوٹی سے بحر احمر بھی صاف دکھائی دیتا ہے۔ باوجودیکہ مخالفین غار تک پہنچ گئے مگر وہ آنحضرت ﷺ کو نہ دیکھ سکے کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیج دیا جس نے اسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بناکر انڈے دے دیئے اور ایک مکڑی نے اس پر اپنا گھر بنادیا جس سے دشمن دھوکا کھاکر ناکام واپس چلے گئے۔ اس دوران جب دشمن غار کے مونہہ پر پہنچا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ کی گھبراہٹ کو دور کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا "لاتحزن ان الله معنا" یعنی غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

دسویں صدی ہجری کے نامور مؤرخ اور فقیہ حضرت الشیخ حسین بن محمد نے اپنی تحقیق کے مطابق بیان کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ۲۸؍صفر کو غارِ ثور سے یثرب کی طرف ہجرت فرمائی۔ اگر ہم مصری ہیئت دان اور ماہر فلکیات علامہ محمد مختار پاشا کی مشہور کتاب التوفیقات الالہامیہ کی روشنی میں ۲۸؍صفر ۱ھ کو شمسی تاریخ میں تبدیل کریں تو یہ ۱۱؍ستمبر ۶۲۲ء بنتی ہے۔ اس حساب سے آنحضور ﷺ ۸، ۹، ۱۰؍ستمبر کو غار ثور میں جاگزیں رہے، ۷-۸؍ستمبر کی درمیانی شب سفر میں گزری اور ۷؍ستمبر کو دوپہر کے قریب دارالندوہ میں قریش کے ایوانِ حکومت میں شہید کرنے کا رسوائے عام فیصلہ کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد عربی سے اردو ترجمہ علامہ عبداللہ العمادی، جلد ا صفحہ ۱۰۵)

تین راتیں اور دن غار ثور میں پناہ گزین رہنے کے بعد چوتھے روز (۱۱؍ستمبر کو) علی الصبح آنحضور ﷺ یثرب کی طرف روانہ ہوئے۔ قریش کی طرف سے آپؐ کو پکڑنے کا انعام سو اونٹ مقرر کیا گیا جس کے لالچ میں سراقہ بن مالک نے آپؐ کا تعاقب کیا لیکن جب اس کے گھوڑے کے چاروں پاؤں زمین میں دھنس گئے اور وہ گر پڑا تو وہ آنحضرت ﷺ کی پناہ و معافی کا طلبگار ہوا۔ آپؐ نے اسے امن کی تحریر دی اور فرمایا "سراقہ! تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ شہنشاہ ایران کے کنگن ہوں گے"۔ یہ عظیم الشان پیشگوئی حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں پوری ہوئی۔ جب آنحضرت ﷺ کے یثرب پہنچنے کی اطلاع مکہ میں آگئی تو پھر سراقہ نے اپنے واقعہ کا انکشاف کردیا۔ اس پر رؤسائے قریش کو مکہ میں اسلام پھیلنے کا خطرہ پیدا ہوگیا چنانچہ ابو جہل نے سراقہ کو دو اشعار میں یوں مخاطب کیا کہ اے بنی مدلج میں تمہارے احمق سردار سراقہ سے ڈرتا ہوں جو لوگوں کو محمد (ﷺ) کی مدد کے لئے برانگیختہ کرنے والا ہے۔ تم پر لازم ہے کہ اپنی جمعیت میں انتشار پیدا نہ کرو ورنہ عزت اور سیادت کے بعد تمہارا شیرازہ بکھر جائے گا۔ اس پر سراقہ نے جواباً لکھا کہ اگر تو میرے گھوڑے کی ٹانگوں کے دھنس جانے کا واقعہ مشاہدہ کرلیتا تو بخدا حیرت زدہ رہ جاتا اور محمد (ﷺ) کے رسولِ برحق ہونے میں قطعاً شک نہ کرسکتا۔ آپؐ تو مجسم برہان ہیں پس کون ہے جو آپؐ کے سامنے دم مار سکے۔ تجھے چاہئے کہ اپنی قوم کو آپؐ کا مقابلہ کرنے سے روک دے کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کی فتح و ظفر کے جھنڈے عنقریب لہرانے لگیں گے۔

آنحضرت ﷺ مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے اور قریباً اڑھائی سو میل کا فاصلہ طے کرکے ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء کو قبا میں جلوہ افروز ہوئے جہاں انصار کے کئی خاندان آباد تھے۔ یہاں آپؐ نے حضرت عمرو بن عوفؓ کے ہاں قیام فرمایا اور خود صحابہ کے ساتھ مل کر تاریخ اسلام کی پہلی مسجد "قبا" تعمیر فرمائی۔ ۴؍اکتوبر کو آپ یثرب پہنچے جو ایک قدیم شہر تھا جس کی بنیاد عمالیق نے ۱۶۰۰ سے ۲۲۰۰ قبل مسیح کے درمیان رکھی تھی...... یثرب کی ساری آبادی نہایت بیتابی سے دیدہ و دل فرشِ راہ کئے ہوئے آپؐ کی منتظر تھی۔ قریباً ۵۰۰ انصاری بزرگوں نے آگے بڑھ کر آپؐ کے قافلہ کا پُرجوش خیر مقدم کیا۔ مدینہ کی بچیوں نے خوبصورت نغموں سے چودھویں کے چاند کا استقبال کیا، گلی کوچوں میں "جاء محمد، جاء رسول الله" کے نعرے بلند ہورہے تھے۔ اونٹنی پر سوار آنحضرت ﷺ کے پُرانوار چہرے کو دیکھ دیکھ کر انصار باغ باغ ہوئے جاتے تھے۔ ہر کسی کی خواہش تھی کہ آپؐ کا قیام اسکے ہاں ہو۔ بعض عشاق فرط عقیدت سے اونٹنی کی باگ پکڑ کر التجا کرتے اور آپؐ "بارك الله فيكم" کہہ کر فرماتے کہ میری اونٹنی کو چھوڑ دو یہ اس وقت مامور ہے...... رفتہ رفتہ اونٹنی آگے بڑھی اور جب اس جگہ پہنچی جہاں بعد میں مسجد نبوی اور آنحضور ﷺ کے حجرے تعمیر ہوئے تو وہاں بیٹھ گئی۔ پھر فوراً اٹھی اور آگے کی طرف چند قدم جاکر پھر لوٹ آئی اور دوبارہ اسی جگہ پر بیٹھ گئی۔ تب آپؐ نے یہ فرماتے ہوئے یثرب کو اپنے مبارک قدموں سے برکت بخشی کہ معلوم ہوتا ہے کہ خدائی مشیت کے مطابق یہی ہماری منزل ہے۔ پھر یہ مقدس شہر مدینۃ النبیؐ کے نام سے موسوم ہونے لگا۔

-......☆......☆......☆......-

کیپٹن ایم-اے جیلانی کا قبول احمدیت

ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" اکتوبر ۹۷ء حوالدار کلرک مکرم عبدالرحمٰن دہلوی صاحب، کیپٹن ایم-اے جیلانی کا قبول احمدیت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مجھے مزید ٹریننگ کے لئے رنگون (برما) سے سنگاپور بھجوایا گیا جہاں میری یونٹ میں روزانہ بحث مباحثہ ہوا کرتا تھا۔ میں دیکھتا تھا کہ اس میں ہندو، سکھ، عیسائی سب بولتے ہیں مگر مسلمان کلرکوں پر سکوت کا عالم طاری ہوتا ہے۔ دو دن تک تو میں تماشا دیکھتا رہا اور تیسرے دن کھڑے ہوکر میں نے بھی تقریر کی۔ تقریر ختم ہوئی تو پریذیڈنٹ مباحثہ کیپٹن ایم-اے جیلانی کہنے لگے کہ مباحثہ ختم ہو تو میں دفتر آ جاؤں۔ میں بہت گھبرایا کہ نہ جانے کیا غلط بات کہہ دی ہے یا حکومت کے خلاف کچھ کہہ دیا ہے۔ بہرحال بادل نخواستہ ڈرتا ڈرتا دفتری اوقات کے بعد کیپٹن صاحب کے سامنے پہنچا اور ان کے کہنے پر سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ پوچھنے لگے 'تمہاری تعلیم کیا ہے؟'۔ میں نے کہا میری تعلیم تو کچھ بھی نہیں ہے۔ کہنے لگے جھوٹ نہ بولو، سچ سچ بتاؤ تم نے گریجوایشن کہاں سے کیا ہے، علی گڑھ یا کہیں اور سے؟ میں نے جواب دیا کہ جناب والا میرا اشیٹ رول آپ کے پاس ہے، چیک کرلیں میری کوئی تعلیم نہیں ہے۔ وہ بڑے حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ کہاں کے رہنے والے ہو۔ میں نے کہا دہلی کا۔ پوچھا بھرتی کہاں ہوئے؟ کہا جالندھر میں۔ کہنے لگے ہندوستان کے دارالخلافہ کے رہنے والا بھرتی ہونے جالندھر جیسے گاؤں میں کیسے چلا گیا۔ میں نے جواب دیا 'جناب والا! اس وقت میں قادیان میں رہتا تھا'۔ کہنے لگے اچھا تو تم احمدی ہو۔ میں نے کہا جی ہاں۔ کہنے لگے 'اب معاملہ صاف ہوگیا ہے، اب مجھے احمدیت کے متعلق بتاؤ...... روزانہ دفتری اوقات کے بعد میرے دفتر میں آجایا کرو'۔ چنانچہ میں روزانہ چھٹی کے بعد کیپٹن صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا اور انہیں تفصیل سے احمدیت کی تعلیم سے آگاہ کرتا۔ جیلانی صاحب نے بتایا کہ وہ ہوشیارپور کے رہنے والے ہیں، ان کے خاندان کے افراد بہت تعلیم یافتہ ہیں اور مستورات ایک اردو رسالہ بھی نکالتی ہیں...... ان دنوں محترم مولانا غلام حسین ایاز صاحب سنگاپور میں مبلغ سلسلہ تھے، میں روزانہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ جیلانی صاحب کی خواہش پر میں محترم ایاز صاحب کو روزانہ جیلانی صاحب کی رہائشگاہ پر لے جاتا رہا اور اس طرح تبلیغی بات چیت آگے بڑھتی رہی۔ تقریباً ۵ روز بعد کیپٹن جیلانی صاحب نے بیعت فارم پر دستخط کرکے قبولِ احمدیت کی سعادت پالی۔

-......☆......☆......☆......-

پاک فوج کا سب سے بڑا جنرل

کرنل (ر) رفیع الدین اپنی کتاب بھٹو کے آخری ۳۲۳ دن صفحہ ۶۶ پر لکھتے ہیں "ایک دن پاک بھارت جنگ ۶۵ء کا ذکر چھڑا۔ میں نے بھٹو صاحب سے پوچھا کہ جناب آپ اس زمانہ میں وزیرخارجہ تھے۔ ہمارے فارن آفس نے اس جنگ سے پہلے یہ کیوں نہ سوچا کہ ہندوستان ہماری سرحدوں پر حملہ کردے گا۔ کہنے لگے کہ دفتر خارجہ نے تو اس کا اندازہ لگالیا تھا لیکن فیلڈ مارشل ایوب خان نے ایک جوائنٹ میٹنگ میں اس امکان کو رد کردیا تھا۔ پھر کہنے لگے کہ جنرل اختر ملک کو کشمیر کے چھمب جوڑیاں محاذ پر نہ روک دیا جاتا تو وہ کشمیر میں ہندوستانی افواج کو تہس نہس کردیتے مگر ایوب خان اپنے چہیتے جنرل یحیٰ کو ہیرو بنانا چاہتے تھے۔ ۶۵ء کی جنگ کے اس تذکرہ کے دوران بھٹو صاحب نے جنرل اختر ملک کی بے حد تعریف کی۔ کہنے لگے کہ اختر ملک ایک باکمال جنرل تھا۔ وہ ایک درجہ کا سالار تھا۔ وہ بڑا بہادر اور دل گردے کا مالک تھا اور فن سپہ گری کو خوب سمجھتا تھا۔ اس جیسا جنرل پاکستانی افواج نے ابھی تک پیدا نہیں کیا۔ پھر مسکراتے ہوئے کہنے لگے کہ باقی سب تو جنرل رانی ہیں"۔

مکرم حسن محمد خان عارف صاحب کا مرسلہ یہ اقتباس ماہنامہ 'احمدیہ گزٹ' کینیڈا اکتوبر ۹۷ء میں شائع ہوا ہے۔

-......☆......☆......☆......-

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission 6/2/98 - 12/2/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone or fax +44 181 874 8344

Friday 6th February 1998 — 8 Shawwal

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30	Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran - Lesson No 13 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - Session 171, Rec 6.6.96 (R)
02.00	Quiz Programme - History of Ahmadiyyat, Part 26
03.15	Urdu Class - Lesson 176, Rec 1.6.96 (R)
04.15	Learning Dutch - Lesson 7, Part 1 (R)
05.00	Homoeopathy Class with Huzoor - Lesson 98, Rec 5.12.94 (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30	Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran - Lesson No 13 (R)
07.00	Pushto Programme - "Ahmadiyyat Ka Paigham"
08.00	Bazm-e-Moshaira - Mehfil-Shair, Host: Azam Akseer sahib
09.00	Liqaa Ma'al Arab - Session 171, Rec 6.6.96 (R)
10.00	Urdu Class - Lesson 176, 1.6.96 (R)
11.00	Computers for Everyone - Lesson 45
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon, Live
14.00	Bengali Programme - Significance and Blessings of Ramadhan
14.30	Rencontre Avec Les Francophones
15.30	Friday Sermon ,6.2.98 (R)
17.00	Liqaa Ma'al Arab - Rec 6.2.98
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class - New
19.30	German Service: 1) Nazm 2) Willkommen in Deutschland "Liebig Haus" 3) Gute Nachtgeschichten
20.30	Children's Corner : Mulaqat - Class 59, Part 1
21.00	Medical Matters - With Dr. Mujeeb-ul-Haq Sahib and Masood ul Hassan Noori Sahib
21.30	Friday Sermon 6.2.98 (R)
22.45	Rencontre Avec Les Francophones

Saturday 7th January 1998 — 9 Shawwal

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor - Class 59, Part 1
01.00	Liqaa Ma'al Arab - 6.2.98(R)
02.00	M.T.A. U.S.A. Production - Interview of Brother Tariq Sharif by Dr. Fazal Ahmad
03.00	Urdu Class - New (R)
04.00	Computers For Everyone -Part 45 (R)
05.00	Rencontre Avec Les Francophones -
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor, Class 59, Part 1
07.00	Saraiki Programme - Laiya main Jamaat Ahmadiyya ka Ta'aruf
08.00	Medical Matters - With Dr. Mujeeb-ul-Haq Sahib and Masood ul Hassan Noori Sahib
08.45	Liqaa Ma'al Arab
09.45	Urdu Class - New (R)
11.00	Documentary - Antiquities of Sindh, Part 2
12.00	Tilawat, News
12.30	Learning Swedish - Lesson 2
13.00	Indonesian Hour: 1) Dialog Sinar Islam 2) Hadith
14.00	Bengali Programme - 1) Let's Learn Du'ah 2) Fish Cultivation 3) A Private Recreational Spot
15.00	Children's Mulaqat with Huzoor- Rec 7.2.98
16.00	Liqaa Ma'al Arab - New
17.00	Documentary about Jerusalem
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class - New
19.30	German Service: 1) Nazam 2) Sport "Football" 3) Der Diskussionskreis 4) Nazam
21.00	Question & Answer Session, Held at Mahmood Hall, 8.8.95
22.15	Children's Mulaqat with Huzoor - New (R)
23.25	Learning Swedish - Lesson 2, Part 2

Sunday 8th February 1998 — 10 Shawwal

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30	Children's Corner: Variety
01.00	Liqaa Ma'al Arab - 7.2.98(R)
02.00	Canadian Horizons - Various Programmes
03.00	Urdu Class - New (R)
04.00	Learning Swedish - Lesson 2, Part 2 (R)
05.00	Children's Mulaqat with Huzoor - Rec 7.2.98 (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30	Children's Corner: Variety (R)
07.00	Friday Sermon - 6.2.98 (R)
07.30	Question & Answer Session, Held at Mahmood Hall, 8.8.95
09.00	Liqaa Ma'al Arab - 7.2.98(R)
10.00	Urdu Class - New (R)
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese - Lesson 66
13.00	Indonesian Hour - Friday Sermon, Rec. 9.9.94
14.00	Bengali Programme - 1) Blessings of Khilafat & Our Reponsibilities 2) A Taleemi programme
15.00	Mulaqat with Huzoor with English speaking friends
16.00	Liqaa Ma'al Arab - New
17.00	Albanian Programme
18.05	Tilawat ,Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class - New
19.30	German Service: 1) Physik 2) Kindersendung mit Amir Sahib
20.30	Children's Corner - Variety: Educational programme, Nasirat Kotli
21.00	Swedish Desk: Jalsa Yaum-e-Valedain, Gothenburg, Sweden. Rec. 31.8.97, Part 1
21.30	Quiz - On "Islami Usool Ki Philosophy"
22.00	Dars-ul-Quran (No.2) (Jan 1997) By Huzoor- Fazl Mosque, London
23.25	Learning Chinese - Lesson 66

Monday 9th February 1998 — 11 Shawwal

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30	Children's Corner: Variety - Educational programme, Nasirat Kotli
01.00	Liqaa Ma'al Arab - 8.2.98(R)
02.00	Aap ka Khat Mila
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese - Lesson 66(R)
05.00	Mulaqat With Huzoor with English Speaking Friends(R)
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30	Children's Corner - Variety: Educational programme, Nasirat Kotli (R)
07.00	Dars-ul-Quran (No. 2) (Jan 1997) By Huzoor, Fazl Mosque, London
08.30	Quiz - On "Islami Usool Ki Philosophy"
09.00	Liqaa Ma'al Arab- Rec. 8.2.98(R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Sports: Kabadi - Semi Final - Gujranwala vs Haiderabad
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Norwegian - Lesson 41
13.00	Indonesian Hour - 1) Ijtema Khuddam 2) Quiz/Speech lajna 3) Nazm
14.00	Bengali Programme - 1) Submission to the Institution of Khilafat 2) Let's learn Du'ah 3) Winter Vegetables
15.00	Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 99
16.00	Liqaa Ma'al Arab - Session 172, Rec. 11.6.96
17.00	Turkish Programme
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class - Lesson 177, Rec. 2.6.96
19.30	German Service:1) Begegnung mit hazoor II 2) Mach Mit "Samose"
20.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 59, Part 2
21.00	M.T.A. Switzerland - Interview
21.30	Islamic Teachings-Rohani Khazaine
22.00	Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 99 (R)
23.25	Learning Norwegian - Lesson 41

Tuesday 10th February 1998 — 12 Shawwal

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 59, Part 2(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - Session 172 Rec. 11.6.96 (R)
02.00	Sports: Kabadi - Semi Final - Gujranwala vs Haiderabad (R)
03.00	Urdu Class Lesson 177, Rec. 2.6.96 (R)
04.00	Learning Norwegian - Lesson 41 - (R)
05.00	Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 99 (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor Class 59, Part 2 (R)
07.00	Pushto Programme - F/S 26.1.96
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
09.00	Liqaa Ma'al Arab - Session 172, Rec. 11.6.96 (R)
10.00	Urdu Class - Lesson 177, Rec. 2.6.96 (R)
11.00	Medical Matters: Part 2 - Medical Facilities in Rabwah (Fazl-e-Omar Hospital), Research and Narration by Dr M Shahnawaz Rasheed of London
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning French - Lesson 35
13.00	Indonesian Hour- F/S 11.11.94
14.00	Bengali Programme
15.00	Tarjumatul Quran Class with Huzoor (N)
16.00	Liqaa Ma'al Arab - Session 73, Rec. 12.6.96
17.00	Norwegian Programme
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
18.30	Urdu Class - Lesson 178, Rec 7.6.96
19.30	German Service: 1) Mathematik "Exponentiel Funktionen" 2) Kleine Welten der Talente 3) Nazam
20.30	Children's Corner :Correct Pronunciation of the Holy Quran - Lesson No 14
21.00	Prog from Belgium
21.30	Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00	Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
23.00	Hikayat-e-Shereen (N)
23.25	Learning French- Lesson 35 (R)

Wednesday 11th February 1998 — 13 Shawwal

00.05	Tilawat, Seerat-un-Nabi, News
00.30	Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No 14 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Medical Matters: Part 2 - Medical Facilities in Rabwah (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning French- Lesson 35 (R)
04.30	Hikayat-e-Shereen (R)
05.00	Tarjumatul Quran Class (R)
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.30	Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No 14 (R)
07.00	Swahili Programme
08.00	Around The Globe -Hamari Kaenat (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Roshni Da Safar
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Turkish- Lesson 7
13.00	Indonesian Hour- Dars-ul-Quran
14.00	Bengali Programme- F/S 23.5.97
15.00	Tarjumatul Quran Class
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	French Programme
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
18.30	Urdu Class
19.30	German Service: 1) Kinder lernen Namaz 2) IQ
20.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor Children's Corner
21.00	Al Maidah - Sweet Bread Cubes
21.15	Perahan - 'Fancy Bed Set' By Lajna Imaillah Bahawalnagar
22.00	Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
23.00	Learning Turkish - Lesson 7 (R)
23.25	Arabic Programme

Thursday 12th February 1998 — 14 Shawwal

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Prog from Canada
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Turkish - Lesson 7 (R)
04.30	Arabic Programme (R)
05.00	Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor(R)
07.00	Sindhi Programme: 1) Handicraft Exhibition 2) Life of Sahabah Hadhrat Masih-e-Maud
08.00	Al Maidah-Sweet Bread Cube(R)
08.15	Perahan - 'Fancy Bed Set', Lajna Imaillah Bahawalnagar (R)
08.55	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class
11.00	Quiz - History of Ahmadiyyat
11.30	Durr-i-Sameen - Correct Pronunciation of Nazms
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Dutch- Lesson 7
13.00	Indonesian Hour 1) Tilawat 2) Dars Hadith 3) Dars Malfoozat, Quiz
14.00	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Class With Huzoor
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Russian Programme
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
18.30	Urdu Class
19.30	German Service: 1) Play to Win 2) M.T.A. Variete "Ijtema Insarullah 1997"
20.30	Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No 15
21.00	Bazm-e-Moshaira
22.00	Homoeopathy Class with Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.25	Learning Dutch - Lesson 7 (R)

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (0181) 870 8517

Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 Friday, February 6, 1998 No. 6

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد ۔ مؤرخ احمدیت)

"تاج برطانیہ کے وفادار حاکم"

ملکہ الزبتھ کے دورہ پاکستان کے موقع پر ملک کے ارباب اقتدار اور بیوروکریسی کے گٹھ جوڑ سے جو مناظر دیکھنے میں آئے ان سے ادب و سیاست بلکہ مذہب کے آستانے بھی تلملا اٹھے کیونکہ انہیں "تاج برطانیہ کے وفادار حاکموں" کے روپ میں پہلی بار انگریز کے خود کاشتہ پودوں کی حسین بہار دیکھنے کا موقع میسر آیا۔ پیپلز لائرز فورم کے نائب صدر میاں حنیف طاہر ایڈووکیٹ لاہور نے کہا کہ حکومت نے ملکہ برطانیہ کے دورہ پر کروڑوں روپے خرچ کر دئے ہیں۔ اس سلسلہ میں جلد ہی ہائی کورٹ سے رجوع کیا جائے گا۔ جماعت اہل حدیث کے رہنما جناب اختر محمدی صاحب نے یہ بیان دیا کہ ملکہ کی آمد پر انتہائی پُر تعیش ضیافتوں سے قومی خزانے کو کروڑوں کا نقصان اور ہمارا قومی وقار مجروح ہوا اور ان سے وی آئی پی کلچر کے خاتمے کے حکومتی دعووں کی قلعی کھل گئی۔

(روزنامہ جنگ ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۹۷ء صفحہ ۵)

شاعر پاکستان روحی کنجاہی نے فرمایا:

تیری آمد سے ہیں خوش چند وڈیروں کے گروہ
ان کو ورثے میں ملے خواب سہانے کیا کیا
عام لوگوں کا تعلق ہے جہاں تک ان کو
یاد آتے ہیں غلامی کے زمانے کیا کیا

"غلامی کے اس یادگار ڈرامہ" پر زور دار شذرہ روزنامہ "دن" لاہور کے مشہور کالم نویس جناب حافظ شفیق الرحمان کے قلم سے نکلا۔ اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔ آپ نے ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۹۷ء کے شمارہ میں "محکوم حاکم اور خوشامد کی انتہا" کی سرخی کے ساتھ لکھا:

"ملکہ کے استقبال کی تیاریوں میں پنجاب کے گورنر اور پنجاب کی بیوروکریسی بازی لے گئی ہے۔ محب وطن حلقے حیران ہیں کہ ملکہ کے استقبال کے لئے اتنی بھاگ دوڑ کرنے کی ضرورت کیا تھی۔ "محتاط" ملکہ نے تو مسئلہ کشمیر پر دو لفظی رائے دینا بھی گوارا نہ کیا اور ہمارے حکمران معزز مہمان کے لئے دیدہ و دِل فرش راہ کئے ہوئے ہیں۔ پنجاب کے گورنر نے بھی اس دوران پھرتیاں دکھا کر اپنے "ہونے" کا خوب خوب ثبوت دیا۔ جس "جوش و جذبے" اور "عقیدت" کے ساتھ اس "کارثواب" میں اس "مرد مومن" نے حصہ لیا۔ ملکہ مردم شناس ہوتیں تو اپنی زنبیل سے ایک عدد تمغہ نکال کر وفاداری کے نُور سے پُر اُن کے سینہ پر بھی آویزاں کر دیتیں تو ان کا کیا جاتا، شہنشاہ اور ملکہ ٹائپ کے لوگ اپنے خصوصی خادموں کی اسی طرح عزت افزائی کیا کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہو جاتا تو یہ گورنر پنجاب کے لئے بڑے اعزاز اور نصیب کی بات ہوتی۔ وقت کم تھا ورنہ گورنر پنجاب ائرپورٹ سے شاہی قلعہ تک پلاٹینم کی نئی سڑک بنوا کر صبح و شام اس پر گلاب کے عرق کا چھڑکاؤ کرتے کہ اس شاہراہ سے شاہی سواری نے گزرنا تھا۔ کہتے ہیں کہ عوامی جمہوری دور آگیا ہے۔ سنتے ہیں کہ عوام پوچھتے ہیں کہ وہ عوامی دور ہے کہاں۔ عوام نے تو تاج برطانیہ کی غلامی کے طوق کو پچاس سال قبل اپنے گلے سے اتار کر بحیرہ عرب میں پھینک دیا تھا۔ لیکن تاج برطانیہ کے ان وفادار حاکموں نے تو اپنے رویوں سے ثابت کیا ہے کہ یہ آج بھی تاج برطانیہ کے اسی طرح وفادار ہیں جیسے عہد غلامی میں سر صاحبان اور خان بہادران تھے۔ ہم تو اس بیوروکریسی، صدر، وزیر اعظم، گورنر اور وزیر اعلیٰ کو اپنا حاکم سمجھتے رہے لیکن ملکہ کے سامنے جس طرح خضوع و خشوع سے یہ کورنش بجالاتے رہے۔ اس طرح کا خوشامدانہ احترام تو درجہ چہارم کے ملازمین بھی اپنے افسروں کا نہیں کرتے............"

☆......☆......☆

جناب پیر کرم شاہ صاحب بھیروی الازھری پر بے جا تنقید

جناب پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیروی، چیف جسٹس شرعی عدالت پاکستان کا شمار ممتاز سنی بریلوی شخصیات میں سے ہوتا ہے۔ مگر ان دنوں آپ کو سنی بریلوی علماء کی زبردست تنقید کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے بالفاظ دیگر "بریلویت کی عدالت عظمیٰ کے سامنے بطور ملزم پیش کرنے کی کارروائی شروع ہو چکی ہے۔ چنانچہ اہل سنت والجماعت کے ترجمان "کنز الایمان" لاہور نے ستمبر ۱۹۹۷ء میں ان کے خلاف **"ختم نبوت نمبر"** شائع کیا ہے اور اس میں پیر صاحب کے خلاف ۶۲ صفحات پر مشتمل مقالہ درج کیا ہے۔

قصہ یہ ہوا کہ پیر صاحب موصوف نے اپنے ایک مکتوب میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی معرکۃ الآراء کتاب "تحذیر الناس" کی نسبت یہ رائے قائم کی ہے کہ

"حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمّی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔ علماء حق کے نزدیک حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ و سلام تشابہات سے ہے اور اس کی صحیح معرفت انسانی حیطہ امکان سے خارج ہے لیکن جہاں تک فکر انسان کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کے لئے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے"۔

(عکس خط پیر صاحب مقدمہ تحذیر الناس صفحہ ۲۰،۲۱)

بلا شبہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی نے تحذیرالناس میں آنحضرت ﷺ کی شان ختم نبوت کو نہایت عارفانہ انداز اور وجد آفریں طریق پر بیان فرمایا ہے جو اُن کے عالم ربانی اور عاشق رسول ہونے پر دلیل ہے۔ مولانا رسالہ کے صفحہ ۳۴ پر ارشاد فرماتے ہیں:

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا"۔

"رسالہ کنزالایمان" کے نزدیک رسالہ تحذیر الناس کی عبارتیں کفریہ ہیں جن سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے۔ اور ان گستاخانہ عبارتوں کی ضرب "براہ راست رسول کریم ﷺ کی عظمت و حرمت پر پڑتی ہے"۔

(رسالہ کنزالایمان ستمبر ۱۹۹۷ء صفحہ ۱۰۷)

مگر ہمارے نزدیک یہ سراسر زیادتی اور تحکم ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تحذیر الناس کے آخر پر انیسویں صدی کی دنیائے اہلسنت کے مسلمہ عالم دین حضرت مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ واضح فتویٰ موجود ہے کہ:

"علمائے اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا اور نبوت آپ کی عام ہے اور جو نبی آپ کے بعد ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا"۔ (صفحہ ۵۱)

بعینہ یہ فتویٰ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کے ملفوظات کے اردو ترجمہ "مقابیس المجالس" کے صفحہ ۵۳۵ میں موجود ہے۔ یہ ترجمہ بزم اتحاد المسلمین لاہور پاکستان کے زیر اہتمام رجب ۱۴۱۲ھ میں شائع ہو چکا ہے۔

کلمہ گو ہو کچھ تو لازم ہے تمہیں خوف خدا

☆......☆......☆

رمضان المبارک میں ہونے والے عالمی درس القرآن الکریم کے اختتام پر

پرسوز عالمی اجتماعی دعا

(رپورٹ: بشیر الدین احمد سامی ۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل برطانیہ)

لندن (۲۹؍ جنوری): رمضان المبارک میں درس القرآن الکریم ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ ۲۹؍ جنوری ۱۹۹۸ء بمطابق ۳۰؍ رمضان المبارک بخیر و خوبی اپنے اختتام کو پہنچا۔ رمضان کے آخری روز کا درس بھی حسب معمول ساڑھے گیارہ بجے شروع ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے درس میں قرآن کریم کی آخری تین سورتوں کی مختصر تفسیر بیان فرمائی۔ اور آغاز درس کے لئے سورہ فاتحہ کی تلاوت کو مقدم فرمایا۔ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ ہی دراصل آخری تین سورتوں میں دہرائی گئی ہے اور خلاصۂ سورہ فاتحہ ہی کے مضامین خصوصیت کے ساتھ ان سورتوں میں بیان ہوئے ہیں۔ دوسرا سورہ فاتحہ میں جو بے اختیار حمد اٹھتی ہے موجودہ حالات اور خصوصاً جماعت احمدیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سلوک، اس کی رحمتوں اور فضلوں کی وجہ سے میرے دل سے یہ آواز اٹھی کہ الحمدللہ سے ہی تلاوت کا آغاز کروں۔

حضور نے رمضان کے اس آخری روز کے درس کے بارہ میں فرمایا کہ جو باتیں بیان ہونگی اس کو الگ مضمون نہ سمجھیں کیونکہ اس کے ساتھ ساتھ دعاؤں کا مضمون بھی جاری ہے۔ حضور انور نے جماعت کو توجہ دلائی کہ وہ ہمیشہ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ عطا فرمائے۔ اور وہ پناہیں خصوصیت سے عطا فرمائے جو معوذتین میں بیان فرمائی گئی ہیں۔

اس موقع پر حضور انور نے جن امور کے بارے میں دعاؤں کی خاص تحریک فرمائی ان میں حسب ذیل دعائیں شامل تھیں:

☆...... عالم اسلام کی ترقی اور اس کے الجھے ہوئے مسائل کے حل کے لئے دعا۔ اس دعا میں ان کے دینی مسائل، سیاسی اور اقتصادی سب مسائل کو شامل کیا جائے۔

☆...... گزشتہ صلحائے امت کو عمومی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ ان کے احسانات امت کے اس وقت کے لوگوں پر بھی اور آئندہ والے لوگوں پر بھی ہیں۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی کثرت سے ان کے لئے دعائیں کی ہیں۔

☆...... دجال کے فتنے سے بچنے کے لئے

☆...... امن عالم کو لاحق خطرات سے بچنے کے لئے

☆...... اشاعت اسلام و احمدیت کی راہ میں حائل مشکلات کی دوری اور طباعت و اشاعت میں مقبول مضامین کے ذریعہ خدمت بجالانے کی توفیق کے لئے۔

☆...... واقفین زندگی اور واقفین نو اور خاص طور پر واقفین جو خدمت کے لئے اپنے گھروں سے دور دراز ملکوں میں نکلے ہوئے ہیں۔

☆...... قرآن کریم کی خدمت پر مامور مرد اور خواتین جو خلوص نیت کے ساتھ قرآن کریم پڑھانے کی سعادت پا رہے ہیں۔

☆...... خدمت کرنے والے کارکنان اور داعیان الی اللہ

☆...... شہدائے احمدیت اور ان کی اولادیں۔ اسیران راہ مولیٰ اور ان کے خاندان۔

☆...... درویشان قادیان جو مستقل طور پر قادیان میں دھونی رمائے بیٹھے ہیں۔

☆...... اہل ربوہ جن کے لئے شریر لوگ ان کے اندر "من شر النفّٰثٰت فی العقد" کا مضمون داخل کرنے کی ہر طرح کوشش کرتے رہتے ہیں۔ مگر وہ بفضلہٖ تعالیٰ خلافت کے ساتھ اٹوٹ رشتہ جوڑے ہوئے ہیں۔ اور نیکیوں میں اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ ان کی نیکیوں نے انہیں خدا تعالیٰ کے اور

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔